(جملہ حقوق محفوظ)

سوانح عمری یاران

چہل درویش رح

مرتبہ حافظ شریف حسین

حسب فرمایش

حافظ خلیل حسین

مطبع رحمانی دہلی میں طبع ہو



حمد و نعت



حمد اوسی خدائے وحدہ لاشریک کو زیبا ہے جس نے ایک لفظ کن سے کون ومکان پیدا کر دیئے۔

ایک لفظ کُن سے پیدا ہو گیا سارا جہاں دوسری آواز سے کیا جانے کیا ہو جائیگا

اور درود وسلام اوس رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جس نے احکام خداوندی اور منشا ازلی کو مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک اظہر من الشمس اور خفتگان کو ضلالت سی بیدار کر کے سیدھے راستہ پر چلا دیا۔

اس کتاب میں واصل الی اللہ کے حالات درج ہیں اونھوں نے خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلکر دین اسلام کی تبلیغ کی اور احکام خداوندی کے آگے اپنی جان کو جان نہیں سمجھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

ذکر غوث الثقلین حضرت سید محی الدین سلطانِ عالم شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز

ولادت باسعادت

براعظم ایشیا اور یورپ کے درمیان ایران کے شمال و مغرب کی طرف بحیرہ خزر واقع ہے جس کو جھیل کیسپین بھی کہتے ہیں اس بحیرے کے جنوبی مغربی کنارہ پر مملکت ایران کا ایک صوبہ طبرستان (بلاد دیلم) واقع ہے جس کے علاقہ گیلان یا جیلان میں حسنی سادات کا ایک خاندان آباد تھا آپ کی ولادت باسعادت کا شرف اسی صوبہ کو حاصل ہے آپ علاقہ گیلان کے ایک قصبہ نیق نامی میں یکم ماہ رمضان المبارک سنہ ۴۷۰ھ بقول بعض سنہ ۴۷۱ھ مطابق سنہ ۱۰۷۵ء میں دنیا میں تشریف لائے اسی علاقہ گیلان کی نسبت سے آپ کو گیلانی یا جیلانی کہا جاتا ہے۔

اسوقت ایران کی حکومت خاندان سلجوق کے تیسرے بادشاہ سلطان معز الدین ابو الفتح ملک شاہ ابن الپ ارسلاں کے ہاتھوں میں تھی اور مرکز اسلام یعنی بغداد میں خلیفۂ اسلام المقتدی بامر اللہ کا دور دورہ تھا آپ کی پیدائش کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم شریف حضرت ام الخیر فاطمہ بنت ابی عبد اللہ الصومعی الحسینی اور والد ماجد کا اسم گرامی حضرت ابو صالح الحسن تھا۔ آپ ماں کی طرف سے حسینی اور باپ کی طرف سے حسنی سید ہیں۔ اور آپ کو سیادت کامل حاصل ہے چنانچہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے

ایک قصیدہ آپ کے مناقب میں لکھا ہے جس کا ایک شعر درج کیا جاتا ہے۔

سیادت از امامین است و او را در نسب نامہ
حسن از جانب والد حسین از جانب ثانی

آپ کا نسب نامہ پدری

والدین نے آپ کا نام عبد القادر رکھا۔ ابو محمد آپ کی کنیت ہے۔ محی الدین محبوب سبحانی۔ غوث الاعظم اور سلطان الاولیاء وغیرہ وغیرہ آپ کے القاب ہیں۔ جو آپ کے مراتب عالیہ اور امورات دینی میں کارہائے نمایاں کے باعث آپ کو عطا ہوئے آپ کا نسب نامہ پدری حسب ذیل ہے۔

محی الدین ابو محمد عبد القادر بن ابو صالح (جنگی دوست) موسیٰ بن ابی عبد اللہ بن یحییٰ الزاہد بن محمد بن واحد بن موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ الجون بن عبد اللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امیر المومنین ابو محمد الحسن بن امیر المومنین علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین

آپ کا نسب نامہ مادری

والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا نسب نامہ حسب ذیل ہے۔ (فاطمہ کنیت ام الخیر اور لقب امۃ الجبار) بنت حضرت عبد اللہ صومعی بن ابی جمال بن محمد بن محمود بن طاہر بن ابی عطا بن عبد اللہ بن ابی کمال بن عیسےٰ بن ابی علاء الدین بن محمد بن علی بن موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امیر المومنین حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین

نقل ہے کہ جب حضرت نے صلب پدر سے انتقال کیا تو عمر شریف آپ کی والدہ کی ساٹھ برس کی تھی، یہ بھی کرامت ظاہر ہے کہ ساٹھ برس کی عمر میں کہ وقت ناامیدی حمل کا ہے ولادت باشرف وجود حضرت خارق اور عادت کا ظہور ہوا اور بعد تولد حضرت کے سید ابی عبد اللہ برادر خورد پیدا ہوئے کہ عین جوانی میں ان کا انتقال ہوا اور

آپ کی ہمشیر کا نام بی بی نصیبہ تھا، تحفۃ الراغبین میں مذکور ہے کہ والدہ حضرت ایک بار معہ چند اصحاب وکنیزان اپنے باغ میں تفریح طبع فرما رہی تھیں، ایک درخت سیب پھیلا ہوا تھا اس میں سے ایک سیب خوشنما معلوم ہوا اس کو توڑنا چاہا، چونکہ وہ بلند تھا ہاتھ نہ پہنچا خدمتگار سے فرمایا کہ چوکی لا جب چوکی آئی اس پر چڑھکر دست دراز کیا کہ اسی وقت درد جگر اٹھا بیتاب ہوکر چوکی پر سے گر پڑیں، کنیزوں اور مصاحبوں نے شور کیا کہ اتنے میں ایک مار سیاہ اوپر سے گرا اس کو دیکھکر فرحت ہوئی کہ حکمت الٰہی تھی اگر وہاں ہاتھ جا پہنچتا تو ضرور سانپ کاٹ لیتا۔ جب حضرت تولد ہوئے اور آغوش مادر میں کھیل رہے تھے کہ آپ کی والدہ نے آپ کے منہ پر طمانچہ مارا آپ نے والدہ سے کہا کہ یا والدہ آج اس کی تلافی ہوئی کہ جو ناخن میں نے تمہارے جگر میں مارا تھا بسبب سانپ کے وہ گستاخی معاف کیجیے۔ سبحان اللہ مادر رحم میں یہ کرامت تھی جو ظاہر ہی صاحب انیس القادریہ شاہ بہار الحق بن حقائق ومعارف آگاہ شاہ رحمت اللہ کرنالی زبانی حضرت کی والدہ کی نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ایک بار فقط گھر میں میں ہی موجود تھی کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا میں نے اس خیال سے کہ یہ محروم نہ جائے خود برقعہ اوڑھکر کھانا لیکر دروازہ کے قریب جاکر کہا کہ لے، اس بدبخت نے معلوم کیا کہ گھر خالی ہے وہ اندر چلا آیا۔ اسی وقت ایک شیر پیدا ہوا اور اس کے پارچہ کر کے ہوا پر لے گیا دونوں کا نشان نہ رہا، اس وقت عبد القادر حمل میں تھے، اس قصہ کو میں نے کسی سے نہ کہا جب عبد القادر پیدا ہوا مکتب میں آیا جایا کرتا تھا۔ ایک بار لڑکوں کے ہمراہ کھیل میں لگا رہا، بہت دیر بعد آیا میں نے براہ چشم نمائی دھمکایا تو مجھ سے کہا کہ اے مادر میرا تیرے پر حق ہے بھول گئی، میں نے کہا وہ کیا بیان کیا کہ فلاں تاریخ فلاں وقت کہ میں تیرے شکم میں تھا ایک سائل بے ادبانہ تیرے صحن مکان میں شیر پیدا ہوا تھا وہ میں ہی تھا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں اس روز سے نہایت ادب کرنے لگی تھی۔ صاحب مناقب غوثیہ سے نقل ہے کہ جس روز حضرت تولد ہوئے ایک ہزار طفل پیدا ہوئے لڑکی ایک نہیں ہوئی، تمام وہ لڑکے اولیا ہوئے سب نے حضرت سے فیض حاصل کیا

ولادت باسعادت مقام جیلان اول شب ماہ رمضان ۴۷۱ھ میں ہوئی ؂
در حسن جمال ماجیلی + ہر دیدہ کہ دید گفتند عاشق + تاریخ ولادتش زعارف + ہر کس
کہ شنید گفتند عاشق + رمضان میں تمام دن شیر نوش نہ فرماتے تھے۔ جب حضرت
تولد ہوئے تو آپ کی والدہ نے معاملہ میں رسول مقبول صلعم کو معہ اصحاب دیکھا کہ تشریف
لائے اور مبارکباد دیکر فرمایا' یا ابا صالح اعطاک اللہ ابنا و ہو ولدی و محبوبی و محبوب
اللہ تعالے سبحانہ وسکون لہ شان فی الاولیاء والاقطاب کشانی بین الانبیاء والرسل۔
روایت ہے کہ اس قدر مجاہدہ توکل اور تجرید فرمائی کہ دوسرے سے ممکن نہیں
چونکہ حضرت سر حلقہ اولیا تھے تمام مقامات غوثی وقطبی وقطب الاقطابی سے ترقی کرکے
مقام محبوبی پر پہنچے۔ سید محمد مکی مکالمانی میں لکھتے ہیں کہ سید عبد القادر رضی اللہ
عنہ محبوبیت میں مشہور ہیں۔ مناقب غوثیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سرور عالم
فخر اولاد شب معراج عرش پر تشریف لے گئے راہ میں روح پاک محبوب سبحانی کو
اپنے قدم کے پاس دیکھا اور نہایت شفقت سے اپنا قدم دوش مبارک غوث الثقلین پر
رکھ کر فرمایا قدمی علی رقبتک وقدمک علی رقاب اولیاء امتی۔
روایت ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے۔ نشان قدم مبارک رسول صلعم کا آپ کے
دوش پر موجود تھا۔ بعد میں تمام اولیاء امت نے اس کو مان لیا۔ شیخ شریف بن خضر حسینی
موصلی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ وہ تیرہ برس حضرت کی خدمت
میں رہے تھے کہتے ہیں کہ میں نے مکھی بیٹھتی کبھی جسم مبارک پر نہیں دیکھی حضرت
سید عبد الجبار پسر حضرت سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار عرض کیا کہ جہاں آپ
کا بول و براز پڑتا ہے وہاں کی گھاس میں سے خوشبو آتی ہے اور مکھی جسم مبارک
پر نہیں بیٹھتی یہ تمام صفات جسم مبارک رسول مقبول میں تھیں آپ نے فرمایا کہ عبد القادر
فانی اور باقی ہوا ہے۔ وجود باوجود اپنی صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم باللہ ہذا وجود جدی لا
وجود عبد القادر پھر میں نے عرض کیا کہ اسی طرح ابر جو سایہ فگن رہتا تھا، فرمایا کہ بندگان
خدا شبہہ میں پڑتے اور مجھ پر گمان نبوت کرتے، اس وجہ سے میں نے یہ ترک کیا

ایک بار حضرت نے فرمایا کہ اور ولی انبیاء کے قدم بقدم ہیں میں اپنے جد کے قدم بقدم ہوں، مولانا جامی تاریخ امام عبداللہ یافعی سے نقل کرتے ہیں کہ جو کرامات و خوارق وعادات حضرت سے صادر ہوئے کسی اولیاء سے ایسے نہیں ہوئے۔

لباس آنحضرت

نقل کرتا ہے ابو محمد رجیب ابو الصالح نصر اور ابوالحسن علیؓ خباز سے اور ابو صالح نصر اپنے باپ عبدالرزاق سے اور ابوالحسن شیخ عمر بزاز سے کہ حضرت محی الدین رضی اللہ عنہ علماء کا لباس پہنتے اور چادر بغلوں میں لیتے اور خچر پر سوار ہوتے اور بڑے بلند منبر پر وعظ فرماتے۔ آپ کے کلام میں تیزی تھی۔ اور قبولیت اور تاثیر میں سب سے بڑھکر تھے۔ جب آپ کلام کرتے تو حضار مجلس چپ ہو جاتے۔ جو کچھ آپ فرماتے لوگ دل وجان سے قبول کر لیتے۔ جو شخص آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا اگرچہ کیسا ہی سنگدل ہوتا نرم ہو جاتا۔ اور خضوع خشوع اُس میں پیدا ہو جاتا۔ دن میں جب جامع مسجد کی طرف تشریف لیجاتے تو عوام وخواص بازاروں میں کھڑے ہو جاتے اور آپ سے توصل کر کے اپنی حاجتیں حق تعالے سے چاہتے۔ آپ کی آواز باریک اور بلند تھی۔ خاموشی بھی بہت تھی۔

نقل ہے کہ شیخ ابوالفضل احمد بن قاسم قریشی بغدادی بزاز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ محی الدینؒ عالمانہ کپڑے پہنتے تھے اور چادر بغل میں لیتے ایک دن کا ذکر ہے کہ شیخؒ کا ایک خادم میرے پاس آیا اور کہا کہ میں ایسا کپڑا چاہتا ہوں جس کا ایک گز ایک دینار قیمت سے کم وبیش نہ ہو۔ میں نے پوچھا ایسا قیمتی کپڑا کسکے لئے لیتے ہو اس نے کہا حضرت شیخ محی الدین کے لئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایسا کپڑا بادشاہوں کو زیبا ہے فقیروں کو کب روا ہے۔ شیخ نے یہ بیش بہا کپڑا خلیفہ کے واسطے نہیں چھوڑا۔ ابھی یہ خطرہ تمام نہ ہوا تھا کہ میرے پاؤں میں ایک مینخ چبھی میں اسکے درد سے بیقرار ہو گیا بہت خلقت جمع ہو کر اس کو نکال رہی تھی۔ مگر کسی کی کچھ پیش

نہ گئی۔ میں نے کہا مجھے حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لیجاؤ
جب مجھے لوگوں نے آپ کی خدمت میں پہنچایا۔ آپ نے فرمایا اے ابوالفضل تو نے
کس واسطے ہمپر اعتراض کیا تھا۔ میں خدا کی قسم ایسا کپڑا کبھی نہیں پہنتا۔ اور مجھے حکم نہیں
ہوتا کہ ایسا پیراہن پہن جس کا ایک گز ایک دینار کو ملے۔ پھر اپنے ہاتھ مبارک کو
میرے پاؤں پر رکھا اسیوقت وہ میخ اور اس کا سب درد رفع ہوگیا۔ واللہ میں نہیں
جانتا وہ میخ اور درد کہاں سے آئی اور کہاں گئی۔ جب میں اٹھا آپ نے فرمایا کہ اس کا اعتراض
جو تُنے ہمپر کیا تھا اسپر میخ کی شکل میں متشکل ہوا۔
نقل ہے کہ جب لوگ چاندی اور سونے کی قسم سے حضرت شیخ کے پاس لاتے تو
آپ زیر مصلے رکھوا دیتے۔ ہاتھ مبارک سے نہ چھوتے۔ جب خادم آتا فرماتے کہ
مصلے کے نیچے سے نکالکر بقال اور خبازہ کو دیدے۔
حضرت شیخ کا ایک غلام مظفر نام ہر روز ایک تھال روٹیوں کا پر کرکے دروازہ پر کھڑا
رہتا جو درویش مسکین سائل آیا اس کو دیدیتا۔ اگر خلیفہ کچھ خلعت روانہ کرتا تو آپ ابوالفتح
کو فرماتے کہ یہ نانبائیوں کو دے دو جن سے مہمانوں کے واسطے قرض لیا کرتے
ہو اور کچھ زمین وجہ حلال سے آپ کے قبضہ میں تھی۔ بعض خدمتگار اس کی کاشت کرتے تھے
ہر روز شیخ کے واسطے اسی غلہ سے چار روٹیاں پکا کر آخر دن میں آپ کے سامنے لاتے
آپ ایک روٹی تو حاضرین کو تقسیم کردیتے باقی اپنے واسطے رکھ چھوڑتے اور اگر کوئی
شخص آپ کی خدمت میں کچھ ہدیہ بھیجتا آپ بخوشی قبول کرتے اور اس کے عوض
میں آپ بھی کچھ اس کو عنایت فرماتے اور وہ ہدیہ اسیوقت حاضرین پر تقسیم کردیتے
اور نذر بھی قبول فرما لیتے۔ اور نذر سے آپ بھی تناول فرماتے۔
نقل ہے کہ ابوعبداللہ محمد بن حضرت سے کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کسی بادشاہ
یا امیر کی تعظیم کے واسطے کھڑے نہ ہوتے اور کسی جاہ وحشمت والے کے دروازہ پر بھی
نہ جاتے نہ اُس کے فرش پر بیٹھتے۔ نہ ان کے طعام سے کھاتے اور بادشاہوں کے
ساتھ یا ان کے فرش پر بیٹھنے کو عقوبات معجلہ سے تصور فرماتے اگر کوئی وزیر یا امیر

یا خلیفہ یا کوئی اور صاحب آپ کے در دولت پر حاضر ہوتا۔ تو آپ اندر تشریف لیجاتے پھر نکلکر اس سے ملاقات کرتے یہ اس لئے کرتے تاکہ قیام ان کی تعظیم کے لئے نہ ہو اور ان کے ساتھ سخت کلام کرتے اور نصیحت میں مبالغہ کرتے اور وہ ان کے ہاتھ مبارک چومتے اور آپ کے سامنے مودب بیٹھتے اگر خلیفہ وقت کچھ لکھنا چاہتے تو یوں لکھتے کہ عبد القادر تجھ کو یوں فرماتا ہے اور اس کا فرمان نافذ ہے۔ جب خلیفہ وقت آپ کا فرمان دیکھتا منہ سے چومتا اور آنکھوں سے لگاتا اور کہتا کہ شیخ صاحب سچ فرماتے ہیں۔ احمد بغدادی معروف بخطاب خادم حضرت شیخ محی الدین عبد القادر فرماتے ہیں کہ ایک وقت بسبب کثرت مہمانوں کے جناب کرامت مآب پر دو سو پچاس دینار قرض ہو گئے ایک دن ایک ناواقف ناآشنا شخص خدمت عالی میں حاضر ہوا اور آپ کے ساتھ بہت کچھ بات چیت کر کے کچھ نقد آپ کے نذر کر کے کہنے لگا کہ یہ آپ کے قرضخواہوں کے واسطے ہے۔ پھر چلا گیا آپ نے مجھے فرمایا کہ یہ لے اور قرضخواہوں کو دے۔ میں نے عرض کی۔ یا حضرت یہ کون شخص تھا آپ نے فرمایا کہ یہ صیرفی القدر تھا میں نے پوچھا صیرفی القدر کون ہوتا ہے آپ نے فرمایا وہ ایک فرشتہ ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے دوستوں کے پاس بھیجتا ہے کہ جو ان کے ذمہ قرض ہو وہ ادا کر دے۔

آں حضرت کی عادات

شیخ ابو المظفر منصور رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ میں نے کسی شخص کو شیخ سے زیادہ فراخ سینہ والا اور بزرگ نفس اور زیادہ نگاہ رکھنے والا وعدہ اور دوستی کو نہیں دیکھا اور باوجو جلالت قدر اور علو منزلت اور کثرت علم کے چھوٹوں پر شفقت کرتے تھے اور بڑوں کی عزت کرتے تھے اور سلام کے ساتھ ابتدا کرتے تھے اور ضعیفوں کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ اور فقرا کے ساتھ تواضع کرتے تھے اور کسی مرتبہ و حشمت والے کیواسطے قیام نہ فرماتے اور کسی بزرگ یا بادشاہ کے

دروازہ پر نہ جاتے۔

نقل ہے کہ شیخ ابو القاسم براز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ اوقات مبارکہ کہ ہم شیخ محی الدین کی خدمت میں رہتے تھے گویا ایک خواب تھی کہ ہمنے دیکھی جب ہم بیدار ہوئے تو وہ مجلس نہ پائی۔ اس کے اخلاق پسندیدہ تھے اور اوصاف ذکیہ اس کا نفس خبر دینے والا تھا اور اس کی گفتار سب راست راست تھی میں نے کسی شخص کو زیادہ تر شرمناک اس سے نہیں دیکھا۔ ہمیشہ آپ مہمانوں مسکینوں کے ساتھ کھانا کھاتے اور ہر رات خوانچہ تیار کراتے اور غریبوں محتاجوں کیساتھ بیٹھتے۔ طالبوں کی بدخوئے امر پر صبر فرماتے ان کی خطاوں سے درگذر کرتے کسی سائل کا سوال رد نہ فرماتے۔ اگر کوئی یار حضار مجلس سے غائب ہوتا اس کا حال پوچھتے اور جیسے اسکے سامنے توجہ فرماتے تھے۔ ویسے ہی پیچھے اس کے حق میں کلمہ خیر کہتے۔ اگر کوئی قسم کھاتا سچا جانتے اور اپنی واقفیت کو پوشیدہ رکھتے آپ اس قدر اشفاق و اخلاق کرتے کہ آپ کے ہمنشینوں میں سے ہر شخص یہی سمجھتا کہ حضرت مجھ سے زیادہ اور کسی پر اتنی شفقت نہیں فرماتے اور میرے سوا کسی دوسرے کو شیخ صاحب اتنا عزیز نہیں سمجھتے۔

نقل ہے حضرت ابو عبداللہ محمد سے۔ حضرت شیخ محی الدین آنسو جاری کرنیوالے اور بہت خوف اور ہیبت والے اور مقبول دعا والے اور بزرگ اخلاق اور خوشبودار عرق والے تھے۔ سب لوگوں سے زیادہ فحش سے دور رہنے والے تھے۔ اور سب سے حق کی طرف زیادہ نزدیک تھے اور کسی پر خفا نہیں ہوتے تھے اور اہل حق کی ہمیشہ مدد کیا کرتے تھے۔

نقل ہے حضرت شیخ داود فرماتے ہیں۔ کہ حضرت جناب فیضمآب کی دولت و حشمت و خادمان درگاہ والا کو دیکھکر ایک دن ایک چور نے یہ اندیشہ کیا کہ چلو اس کے گھر چوری کریں تاکہ دولت سے مالا مال ہو جاویں۔ جب وہ چوری کرنے کو گیا تو اندھا ہو گیا۔ مجبور ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ رہا۔ آنحضرت کو اس کا حال ہوا فرمایا کہ مروت سے

بعید ہے کہ ایک شخص ہمارے گھر امید کیساتھ آوے اور نا امید ہو جاوے۔ آپ اسی خیال میں تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے آکر عرض کی کہ یا حضرت آج ایک ابدال کا دار الزوال سے وصال ہوا جس کو حکم ہو اس کی جگہ مقرر کیا جاوے۔ آپ نے فرمایا ہمارے گھر ایک شخص شکستہ دل پڑا ہوا ہے۔ جاؤ اوس کو یہاں لے آؤ۔ حضرت خضر علیہ السلام چور کے پاس تشریف لے گئے اور جناب حضور مآب کے حضور میں لے آئے آپ نے اپنی عنایت سے ایک ہی نگاہ میں اس کو ابدال بنا دیا۔ اے گدائے حضرت قادری خو ہو کہ جب آنجناب نے ایسے شخص کو جو ایسی بری نیت سے انکی طرف آیا۔ اپنی دولت سے محروم نہ رکھا تو جو شخص ساتھ ارادت اور صدق وصفا کے آپ کی جناب میں آئے گا تو اس کا کرم کب روا رکھا ہے کہ وہ دولت کرامت سے محروم رہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن خضر حسینی رض سے روایت ہے کہا اس نے کہ خبر دی مجھکو میرے باپ نے کہ ایک روز حضرت شیخ محی الدین قدس سرہ العزیز نے ایک فقیر شکستہ دل کو دیکھکر فرمایا تیرا کیا حال ہے اس نے عرض کی کہ میں دریا کے کنارے پر تھا اور میرے پاس کچھہ نہ تھا۔ میں نے ملاح سے بہت کہا کہ مجھے دریا کے پار اتار دے مگر اس نے قبول نہ کیا اس لئے میں شکستہ دل حیران پریشان ہوں۔ اسی گفتگو میں تھے کہ ایک شخص اجنبی آیا۔ ایک تھیلی دینار سے پر شیخ کی نذر کر کے چلا گیا۔ جناب فیضمآب نے اُس فقیر کو کہا کہ یہ تھیلی لیجاؤ اس ملاح کو دیدو اور کہدو کہ آئندہ کسی فقیر کو ایسا تنگ نہ کرنا اور نیز آپنے اپنا پیراہن مبارک اس فقیر کو دے کر پھر اس سے بیس دینار پر خرید لیا۔

ابو عبد اللہ محمد بن خضر حسینی سے منقول ہے۔ کہا اس نے خبر دی مجھکو میرے باپ نے کہ ایک دن جمعہ کے روز جناب شیخ جامع مسجد میں تھے۔ ایک تاجر نے آن کر خدمت عالی میں عرض کی کہ میرے پاس کچھہ مال ہے بغیر زکوۃ کے یعنی میں زکوۃ نہیں دیتا میں چاہتا ہوں کہ فقرا اور مساکین پر تصدق کروں۔ لیکن کوئی مستحق مجھے نہیں ملتا جسے آپ حکم فرمائیں دیدوں آپ نے فرمایا مستحق کو بھی دو اور غیر مستحق کو بھی دو تاکہ خدا تعالیٰ تم کو جزا دے جسکا تو مستحق ہے اور وہ بھی دے جس کا تو مستحق نہیں۔

نقل ہے کہ شیخ ابو محمد طلحہ بن منظفر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حالت ابتدائی میں بغداد میں مجھے بیس روز گذر گئے میں نے کوئی ایسی چیز نہ پائی جسے اپنا قوت بناؤں۔ کسرے کے محلوں کی طرف نکلا تا کوئی مباح چیز حاصل کروں۔ میں نے ستر اولیا کو دیکھا کہ وہی طلب کرتے تھے جو کچھ کہ میں طلب کرتا تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ یہ مروت نہیں کہ میں ان کے مزاحم ہوں۔ پھر میں چلا آیا ناگاہ ایک مرد شہر کے دوستوں میں سے مجھے ملا اس نے مجھے ایک ٹکڑا سونے کا دیا۔ اور کہا کہ تیری مائی نے تیرے لئے بھیجا ہے۔ میں نے لیکر کچھ تو اپنے لئے رکھا باقی کسرے کے محلوں کی طرف لیگیا تا کہ ان ستر بزرگوں پر تقسیم کروں۔ میں نے انپر تقسیم کیا۔ انھوں نے پوچھا یہ کیا ہے میں نے کہا میری والدہ ماجدہ نے میرے واسطے روانہ کیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ تمہارے سوا اکیلا کھاؤں بعد ازاں میں نے بغداد آکر اس باقیماندہ ٹکڑے کا طعام خرید کر فقیروں کو بلایا اور ان کے ساتھ ملکر طعام تناول کیا۔ رات تک اس ٹکڑے سے میرے پاس کچھ نہ رہا۔ نقل ہے شیخ ابو المنظفر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت شیخ گھر میں بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے ناگاہ چھت سے کچھ خاک گری۔ آپ نے جھاڑدی پھر گری پھر جھاڑدی چوتھی مرتبہ سر مبارک اوپر اٹھاکر جو دیکھا تو ایک چوہا نظر آیا جو کھیل رہا ہے آپ نے غضب کی نظر سے دیکھکر فرمایا کہ تیرا سر تیرے تن سے جدا ہو جاوے۔ فی الفورہ چوہا ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گر پڑا آپ یہ حال دیکھکر سخت مضطر ہوئے میں نے عرض کی کہ یا حضرت آپ کیوں ملول ہوئے۔ فرمایا مجھے خوف ہے کہ کبھی مسلمان پر میرا دل ناراض نہ ہو جاوے پھر اس کا بھی یہی حال ہو جاوے۔

نقل ہے کہ شیخ ابو القاسم فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت مدرسہ میں وضو کر رہے تھے کہ ایک چڑیا نے اوپر سے بیٹ کردی آپنے سر اٹھاکر بحالت غصہ اس کی طرف دیکھا فوراً وہ چڑیا پارہ پارہ ہوکر زمین پر گر پڑی۔ حضرت شیخ جب وضو سے فارغ ہوئے جامہ مبارک تن مبارک سے اتار کر مجھے دیا اور فرمایا کہ اس کو فروخت کرکے فقرا پر تصدق کر۔ یعنی یہ تصدق اس قتل کا کفارہ ہے۔

نقل ہے کہ ابوالعباس فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز آنحضرت رض سوار ہو کر جامع مسجد منصور میں تشریف لائے جب واپس مدرسہ میں پہنچے ایک بچھو آپ کی پیشانی مبارک سے نیچے گرا اور چلنے لگا آپ نے فرمایا مر جا اسیوقت مر گیا بعد ازاں فرمایا اے احمد اس بچھو نے جامع مسجد سے یہاں تک کئی دفعہ مجھے کاٹا ہے۔ سبحان اللہ کیا تحمل ہے۔

نقل ہے۔ ابونصر صالح فرماتے ہیں کہ خبر دی مجھکو میرے باپ عبدالرزاق رض نے کہ حضرت جب سے خلق میں مشہور ہوئے حج کے واسطے نہ گئے مگر ایک دفعہ کہ میں آپ کے ہمراہ تھا اور آپ کی سواری کی باگ میرے ہاتھ میں تھی۔ جب ہم آجلہ میں پہنچے وہاں ایک خراب گھر دیکھا جسمیں سوائے ایک ٹوٹے ہوئے گلیم کے اور کچھ نہیں۔ ایک بوڑھا مرد اور پیر زال اور ایک لڑکی وہاں بیٹھی پائی حضرت والد ماجد نے اُن سے اذن طلب کیا انہنے اجازت دی تو ہم وہاں اترے مشائخ و روسا آجلہ نے۔ جب شیخ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو ملاقات کرنے آئے اور ہر ایک نے یہی خواہش کی کہ آپ ہمارے غریب خانہ میں رونق افروز ہوں۔ لیکن آپ نے منظور نہ فرمایا۔ اہل آجلہ نے گاؤ بکری اور قسم قسم کا طعام اور زر و سیم و پارچہ جات وغیرہ آں حضرت کے نذر کیا آپ نے اپنے ہمراہیوں کو فرمایا کہ مجھے تو ان اشیا کی کچھ بھی ضرورت نہیں میں اپنے نصیبوں سے باہر نکلا ہوں یعنی نصیبوں پر قائم ہوں انھوں نے عرض کی کہ ہمکو بھی کچھ ضرورت نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب اسباب اس بوڑھے مرد اور اس کی لڑکی کو دیدو۔ چنانچہ ویسا ہی کیا۔ آپ رات وہاں قیام فرما کر علی الصباح تشریف لے گئے۔ راوی کہتا ہے کہ میں کئی سال بعد پھر آجلہ میں پہنچا اس بوڑھے کو دیکھا کہ سب اہل آجلہ سے اس کا مال مویشی بہت تھا اس نے کہا کہ یہ سب آنحضرت کی برکت ہے اور یہ سب مویشی انھیں مویشیوں کی اولاد سے ہے جو آپ نے مجھے عطا فرمائی تھی۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی فرماتے ہیں کہ میں ایام جوانی میں تحصیل علم کلام میں سرگرم تھا کتنی کتابیں علم کلام کی میں نے حفظ بھی کر لیں اور میرا چچا شیخ نجیب الدین سہروردی مجھے منع کیا کرتا تھا۔ میں نے ان کی ایک نہ سنی ایک دن

میرا چچا حضرت شیخ محی الدینؒ کی خدمت میں مجھے ہمراہ لے گیا۔ جب ہم نزدیک پہونچے چچا نے کہا اے عمر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو جب تم رسول علیہ السلام کے ساتھ سرگوشی کرو تو پہلے صدقہ دے دیا کرو۔" اب ہم ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا چاہتے ہیں جس کا دل حق منزل حقتعالیٰ کی خبر دیتا ہے بس اے عمر تو اپنے آپ کو ہوشیار رکھنا تا بزرگوں کے دیدار کی برکت سے محروم نہ رہے۔ سو جب ہم آنحضرت کے دیدار کی دولت سے مشرف ہوئے اور ایک ساعت گذری تو چچا صاحب نے عرض کی یا حضرت میرا برادر زادہ عمر علم کلام میں مشغول ہے میں اس کو ہر چند منع کر رہا ہوں باز نہیں آتا حضرت شیخ نے فرمایا اے عمر کونسی کتاب تو نے اس علم کی حفظ کی ہے میں نے کہا فلاں فلاں آپ نے ہاتھ میرے سینہ پر کھینچا خدا کی قسم جو کچھ کہ مجھے حفظ تھا سب کا سب یک لخت محو ہو گیا اور ایک لفظ بھی یاد نہ رہا۔ لیکن پروردگار عالم نے اسیوقت میرے دل پر علم لدنی کا دروازہ کھولدیا۔ جو میں حکمت کی باتیں کرتا ہوا اُس مجلس پاک سے اٹھا۔ حضرت قادر الوقت نے فرمایا اے عمر تو عراق کے ایک مشہوروں میں سے ہوگا۔

حضرت شیخ نجم الدین جو شیخ شہاب الدین کے خاص مصاحب تھے فرماتے ہیں کہ میں ایک وقت حضرت شیخ محی الدین کے نزدیک خلوت میں بیٹھا چالیسویں روز کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ شہاب الدین علیہ الرحمۃ ایک پہاڑ پر آکر ایک پیمانہ جواہروں سے پر کرتے ہیں۔ اور لوگوں پر ڈالتے ہیں اور لوگ چنتے ہیں اور پیمانہ پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے گویا جواہروں کا چشمہ ہے۔ اخیر وقت جب میں خلوت سے نکلا تو شیخ شہاب الدین کی خدمت میں گیا۔ ابھی میں نے کوئی کلام نہیں کیا تھا کہ شیخ صاحب بول اٹھے اے نجم الدین جو کچھ کہ تو نے دیکھا ہے یہ سب حضرت شیخ محی الدین کی عنایت ہے۔ کہ آپ نے مجھے علم کلام کے عوض میں کرامت فرمائی

وجہ تسمیہ آنحضرت محی الدین

حضرت عمر کیمانی و شیخ عمر بزاد سے منقول ہے کہ انھوں نے اس سلالہ خاندان

مصطفویہ حضرت شیخ محی الدینؒ سے پوچھا کہ آپ کا لقب مبارک محی الدین ہونیکا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ میں ایک روز بغداد شریف کی طرف جارہا تھا کہ رستہ میں ایک شخص بیمار زندگی سے لاچار میرے پاس آیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے منہ پر نہ رنگ ہے نہ تازگی نہایت لاغر اور نحیف بسبب ناطاقتی کے گر پڑا اور عرض کی کہ اے سردار میری دستگیری کرو اور میرے حال پر رحم فرماؤ۔ اور چشمۂ آب حیات سے مجھپر بھی ایک قطرہ عنایت فرمایئے میں نے اسکو بٹھایا میرا ہاتھ لگنا ہی تھا کہ وہ مثل پھول کے تازہ ہوگیا۔ اور کہنے لگا تم مجھے پہچانتے ہو میں کون ہوں۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ بولا میں تمہارے جدامجد کا دین ہوں جو بسبب کمزوری اسلام میرا یہ حال ہوگیا ہے۔ اب آپ کے طفیل مجھے خدا نے پھر زندہ کیا تو تم محی الدین ہو یعنی دین کے زندہ کرنے والے۔ میں اس کو وہیں چھوڑ کر بغداد کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ میں پاؤں سے برہنہ تھا ایک شخص نعلین میرے پاس لایا اور بولا یا سیدی محی الدین" بعد ازاں میں مسجد میں آیا اور دوگانہ پڑھا میرا سلام دینا ہی تھا کہ خلقت مجھپر ہجوم کر کے آگئی اور محی الدین محی الدین پکارنے لگی۔ اس سے پہلے کسی نے مجھے اس لقب سے پکارا نہ تھا۔

نقل۔ بعض اہل علم روایت کرتے ہیں حضرت شیخ ابوسلطان داؤد یوسف سے ساتھ سند متصل کے کہ کہا انھوں نے کہ ایکروز شیخ عقیل کے سامنے ذکر ہوا۔ کہ ایک شخص عجمی عبدالقادر نام بغداد شریف میں بہت مشہور ہوگیا ہے اور اس کا چرچا کو بکو ہے۔ اسنے فرمایا وہ بہ نسبت زمین کے آسمان میں زیادہ مشہور ہے وہ جوان بڑا بلند قدر صاحب جاہ ہے ملکوت میں اس کو باز اشہب کر کے پکارا جاتا ہے۔

آپ کی سیاست

نقل ہے شیخ ابوالحسن سے کہ حضرت سلطان جہاں قطب زماں غوث الثقلین حضرت محی الدین فرماتے ہیں کہ پچیس سال عراق کے بیابانوں میں سیر کرتا رہا اور چالیس سال عشا کے وضو سے کھڑے ہو کر ایک ہی جگہ فجر تک قرآن مجید ختم کیا ایک رات کا ذکر ہے

کہ میرے نفس نے خواب کی آرزو میں میں نے اس کے کہنے پر عمل نہ کیا۔ اسی جگہ کھڑے ہوکر قرآن مجید کو ختم کیا خواب ایک شکل میں متشکل ہوکر میرے سامنے آگئی میں نے اسپر غصہ سے ایک آوازہ مارا کہ وہ خدا کی توفیق سے دفع ہوگئی۔ ایسے ہی دنیا اور اس کی تمام آرائشیں اور زینتیں مختلف صورتوں میں متشکل ہوکر میرے سامنے آئیں میں اسیطرح دہشتناک آوازہ کرتا رہا تاکہ سب دور ہو جائیں۔ اکثر اوقات تیس روز سے چالیس روز تک روزہ رکھتا تھا اور کچھ میسر نہ ہوتا جس سے اپنا قوت بناؤں گیارہ سال میں نے برج عجمی میں اقامت اختیار کی۔ اسیواسطے لوگوں میں وہ برج برج عجمی مشہور ہوگیا میں نے اس برج میں حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کیا کہ جب تک کوئی مجھے نہ کھلائے طعام نہ کھاؤں گا اور جبتک کوئی نہ پلائے پانی نہ پیوں گا چالیس روز اسی حالت میں گذرے بعد ازاں ایک مرد آیا میرے سامنے طعام رکھکر چلا گیا۔ نفس نے بھوک کی شدت سے طعام پر گرنا چاہا میں نے روکا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو ہرگز نہ توڑوں گا۔ بہتیرا ہی میرے باطن نے کھانیکو کہا مگر میں نے ایک نہ سنی۔ شیخ ابوسعید مخزومی اس طرف سے گذرتے تھے۔ میری آواز سنکر تشریف لائے اور فرمایا اے عبدالقادر یہ کیا۔ میں نے عرض کی کہ یہ نفس کا اضطراب و قلق ہے لیکن میری روح اپنے مولا کے ساتھ باآرام ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ اور اتنا فرماتے ہوئے تشریف لے گئے۔ میں نے دل میں کہا کہ جبتک مجھے کوئی شخص یہاں سے نکلنے کا امر نہ کرے میں یہاں سے نہ نکلوں گا۔ ناگاہ دیکھتا ہوں کہ خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اٹھ اور ابوسعید کے پاس جا۔ میں نے ویسا ہی کیا۔ جب حضرت ابوسعید نے اپنے آستانہ ہدایت کا نشانہ پر مجھے کھڑا دیکھا فرمایا اے عبدالقادر تو نے میرے بلانے پر کفایت نہ کی۔ خضر علیہ السلام نے کہا تو تم آئے بعد ازاں آپ مجھے گھر لے گئے اور اپنے ہاتھ مبارک سے مجھے کھلایا یہاں تک کہ میں سیر ہوگیا بعد ازاں آپ نے مجھے خرقہ پہنایا۔

شیخ ابوعمر سفینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ جہان سے سنا کہ فرماتے کہ میں شب و روز جنگل میں رہا کرتا تھا بغداد میں نہیں آتا تھا اور شیاطین صفیں صفیں سوار اور پیادہ قسم قسم کے ہتھیار ہاتھوں میں لئے ہوئے بڑی مہیب شکل بن بن کر آتے اور

مجھے ڈراتے اور کبھی مجھپر آگ ڈالتے لیکن میرے دل میں کچھ خوف نہ ہوتا بلکہ میں اپنے باطن سے آواز سنتا یعنی تو ان کی طرف بیشک اٹھ جا اور جا ہمنے تمہیں ثابت قدم رکھا ہے اور قوت دی ہے وہ فوراً بھاگ جائیں گے اور ایک دفعہ کا ذکر ہے شیطان نے مجھے آکر کہا دور ہو ورنہ ایسا کروں گا ایسا کروں گا۔ میں نے اُس کے منہ پر طمانچہ مارا وہ بھاگ گیا میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتا اور میں دیکھتا تھا کہ وہ جل رہا ہے۔ اور ایک دفعہ ایک شخص بڑے بڑے مشکل والا میرے پاس آیا اور کہا کہ میں ابلیس ہوں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تیری خدمت کروں اور تیری تابعداری میں رہوں کیونکہ تمنے مجھے اور میرے اتباع کو بہت تکلیف دی ہے۔ ابھی وہ کہتا ہی تھا کہ ایک ہاتھ غیب سے پیدا ہوا اور اس کے سر پر تھپڑ مارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ابلیس زمین میں دھنس گیا۔ ایک دفعہ آگ کا نیزہ لیکر میرے مقابلہ میں نکلا۔ ناگاہ ایک ہر دسوار آیا اس نے مجھے تلوار دی ابلیس بھاگ گیا۔ ایک دفعہ میں نے دور سے دیکھا کہ خاک سر پر ڈال رہا تھا اور کہتا تھا اے عبدالقادر تو نے مجھے ناامید کیا۔ میں نے کہا اے لعین میں ہمیشہ تیرے فریبوں سے ڈرتا ہوں بولا یہی بات تو مجھپر سب سے زیادہ سخت ہے۔

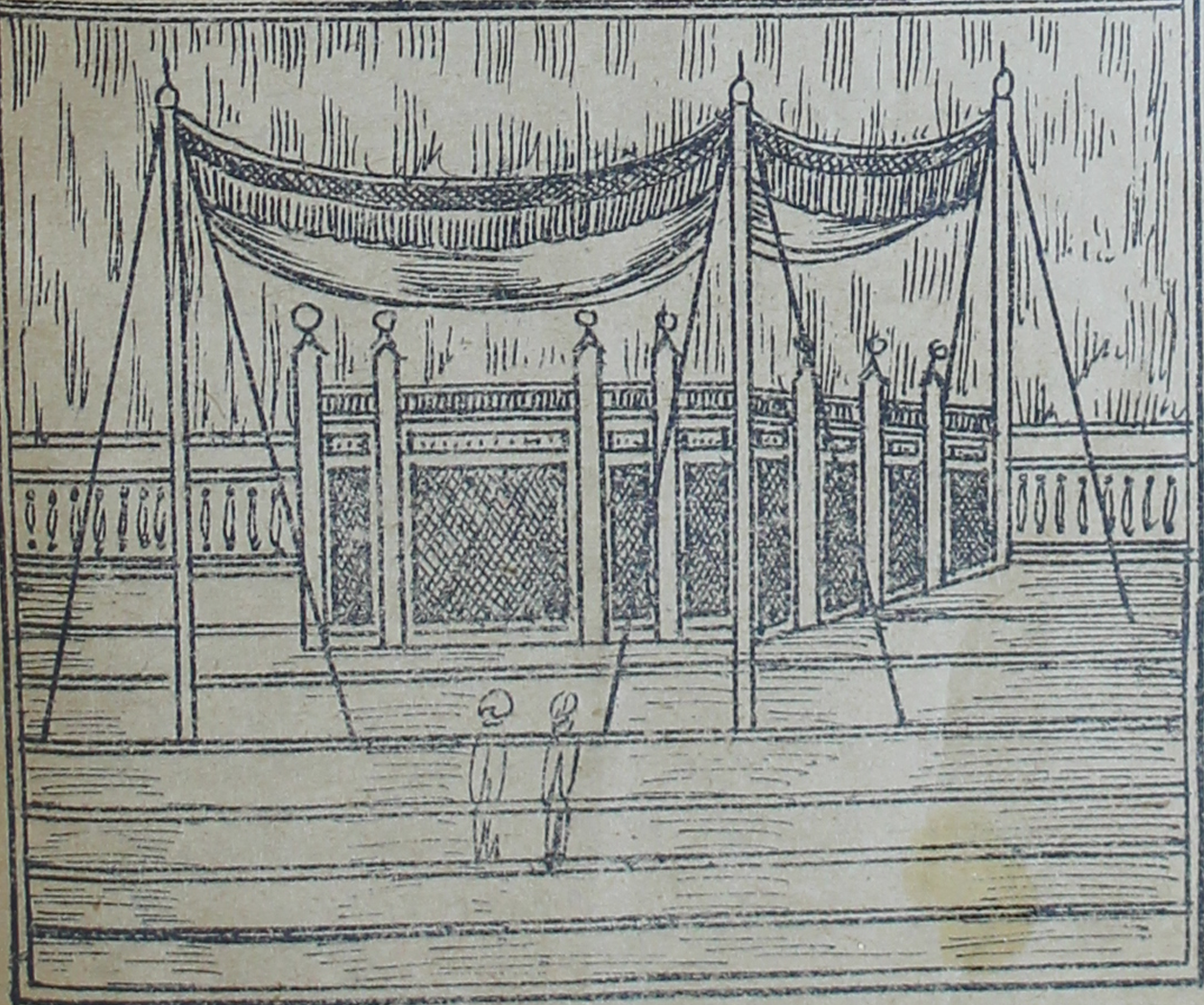
حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہا میں نے حضرت شیخ محی الدین کو سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے نفس کو مجاہدہ پر شروع نہ کیا مگر پچیس سال اسیر سخت ملازمت کی جنگلوں میں پھیرتا رہتا تھا جو کچھ کہ بیابان میں پاتا تھا اسیر صبر کرتا تھا ایک سال تک نہ میں نے کچھ کھایا نہ پیا۔ نہ رات بھر سویا۔ ایک رات بہت سردی تھی۔ کسریٰ کے محلوں کی طرف میں روانہ ہوا اور نہر کے کنارے غسل کیا پھر محتلم ہوا۔ پھر غسل کیا پھر محتلم ہوا پھر غسل کیا حتی کہ چالیس بار محتلم ہوا اور ہر بار کنارے پر جاتا تھا اور غسل کرتا تھا بعد ازاں کسریٰ کے محلوں کی چھت پر چڑھ گیا تاکہ نیند نہ آوے اور کرخ کے خرابہ میں کئی سال اقامت کی بجز ایک قسم ہیر یپاس کوئی چیز قابل قوت نہ تھی۔ ہر سال ایک شخص صوف کا ایک جبہ لاتا اور میں خارش اور جنون میں مشہور تھا ہر گز میر النفس مجھپر اپنی آرزو میں غالب نہ آیا اور مجھے دنیاوی زینت کے لئے کبھی عجب میں نہ لایا بلکہ اس حال میں بھی

میں کئی دفعہ کانٹوں پر چلتا تھا اور کچھ اندیشہ نہ کرتا تھا۔

آپ کی عبادات

شیخ ابو عبداللہ بن ابو الفتح ہریری سے منقول ہے کہ میں نے حضرت شیخ محی الدین کی چالیس سال تک خدمت کی۔ آپ نے اتنی مدت عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ اور ہمیشہ باوضو رہتے تھے جب حدث لاحق ہوتا اسی وقت وضو نیا فرماتے اور دو رکعت نماز پڑھتے جب نماز عشا کی پڑھتے تو خلوت میں بیٹھتے اور کوئی شخص اس میں نہ آتا اور آں حضرت فجر تک باہر نہ آتے شروع رات میں تھوڑی سی نماز پڑھکر ذکر میں مشغول ہوتے جب تین حصہ شب گذر جاتی تو فرماتے المحیط العالم الحبیب الفعال الخالق البادی المصور اور ہوا میں پرواز کر جاتے کہ نظر سے غائب ہو جاتے۔

درگاہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ



قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت شاہ نعمت اللہ قدس اللہ سرہٗ العزیز

شاہ نعمت اللہ بن سید ابوبکر سید شاہ نور بن سید لیل ادہم بن سید جعفر بن سید محمد بن سید بہار الدین بن سید داؤد بن سید ابو العباس احمد بن سید حسن بن سید موسیٰ بن سید علی بن سید محمد بن سید متقی بن سید صالح بن سید ابی صالح بن سید عبد الرزاق بن حضرت غوث الثقلین قدس اللہ سرہٗ شاہ نعمت اللہ بہت بلند مرتبہ مشائخوں میں سے ہوئے ہیں، خوارق اور کرامات بہت سے حضرت سے ظہور میں آئے اور سلسلہ ارادت آپ کا اپنے بزرگوں سے دست بدست چلا آیا ہے۔

تاریخ فرشتہ سے نقل ہے کہ ایک بار فیروز شاہ بادشاہ نے احمد خاں خانخاناں کی آنکھ میں سلائی پھیر کر اندھا کرنا چاہا، اور وہ سپاہ لیکر بادشاہ کے مقابل ہوا۔ ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ تاج ترکی سر پر رکھے ہوئے ہیں اور خوشخبری سلطنت کی دیتے ہیں انھیں دنوں میں بادشاہ مغلوب ہوا اور احمد خاں کو سلطنت نصیب ہوئی شاہ نعمت اللہ ولی جو ہندوستان میں وارد تھے بعد چند روز کے شہرہ کرامات کا آپ کی بلند ہوا تو احمد خاں نے کچھ تحائف ہمراہ شیخ حبیب اللہ جنیدی کے خدمت میں سید صاحب کی بھیجے اور دعا چاہی کہ اللہ تعالےٰ مجھکو فرزند عطا کرے حضرت نے وہ ہدیہ شاہ قبول فرمایا اور بسبب مشورہ شیخ قطب الدین خلیفہ اور شاہ نور اللہ بن خلیل اللہ اپنے پوتے کے تاج ترکی سبز رنگ احمد خاں کو بھیجا احمد خاں اس تاج کو دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی تاج ہے جو خواب میں میرے سر پر رکھا تھا اور شاہ نور اللہ صاحب کا بہت اعزاز کیا اور اپنی دختر سے ان کا نکاح کیا۔

مشہور ہے کہ جب وقت حضرت کا آخر آیا اور انتقال فرمایا تو مریدان مالدار اور فقرا میں تکرار ہوئی، ہر فریق کا یہ خیال تھا کہ ہم اپنے طریقہ پر میت کو اٹھاویں گے قریب تھا کہ

تلوار چلے آپ نے جلدی سے اٹھکر فرمایا کہ تم مت لڑو ہم یہاں نہیں مرتے اور کہیں جا کر مریں گے ۹۳۴ھ میں وفات ہوئی وہاں سے چلکر کوہ ٹھٹھکی میں انتقال کیا وہیں مزار ہے آپ کو فقرا تاج ترکی کہتے ہیں اور نعمت اللہ شاہی کہلاتے ہیں۔

حضرت سید اسمٰعیل گیلانی بن سید عبداللہ ربانی قدس اللہ سرہ

حضرت اولیائے زمانہ اور مرید اپنے والد بزرگوار کے تھے جب حضرت کے کمال کا شہرہ ہو حضرت اکبر اعظم نے برائے زیارت آپ کو لاہور میں طلب کیا اور ایک ہزار بیگہ زمین زرعی علاقہ فیروزپور میں آپ کی نذر کی سبحان اللہ کہ بادشاہ وامرا تو آپ سے رجوع تھے اور حضرت حق سبحانہ تعالےٰ سے ہر وقت رجوع کئے ہوئے تھے۔ دنیا یا اہل دنیا کو اپنے دل میں جگہ نہیں دیتے تھے۔ وفات حضرت کی ۹۷۸ھ میں بمقام لاہور ہوئی۔ مزار لکھی محلہ میں کہ جواب ویران ہے مقبرہ میران شاہ محمد موج دریا بخاری اندرون احاطہ بی بی کلاں زوجہ محمد شاہ موج کے ہے اور حضرت کے تین پسر کامل وقت ہوئے۔ سید حاجی بہار الدین۔ و سید بدر الدین و سید قطب الدین۔

حالات حضرت شیخ بہا والدین جنیدی قدس اللہ سرہ العزیز

آپ صاحب کمال اور واصل حق گذرے ہیں، سلسلہ شطاریہ اور قادریہ رکھتے تھے خوشبو سے بہت شوق تھا اور خوشبو پہنچنے سے آپکو نہایت ذوق ہوتا تھا، یہاں تک کہ حالت ذوق میں انتقال فرمایا سنہ ۹۲۱ھ میں وفات ہوئی۔ شیخ احمد نقی آپ کے خلیفہ تھے سلسلہ قادریہ میں یہ صاحب سلسلہ گذرے ہیں مزار شیخ بہا الدین کا سرہند میں ہے۔

حضرت سید عبداللہ ربانی بن سید محمد غوث گیلانی حلبی اوچی رحمتہ اللہ علیہ

آپ علم معقول و منقول فرع و اصول سے ماہر اور عالم با عمل و متوکل و مرتبہ ولایت رکھتے تھے دنیا اور اہل دنیا سے بے پرواہ اور اوچ ہی میں مقیم تھے آپ کی توجہ سے بہت لوگ

باکمال ہوئے وفات حضرت کی ۸۷۸ھ میں ہوئی۔

حالات حضرت سید محمد غوث گیلانی قدس اللہ سرہ العزیز

بن سید شمس الدین گیلانی بغدادی حلبی بن سید شاہ میر بن سید ابو الحسن علی بن سید ابو علی بن سید مسعود بن سید ابو العباس احمد بن سید صفی الدین صوفی بن سید سیف الدین عبد الوہاب بن حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ۔

آپ خاصان خدا میں سے تھے۔ آپ کے والد حلب میں آکر مقیم ہوئے اور سید محمد غوث حلب میں پیدا ہوئے اور عین شباب میں نکلکر کئی حج کئے تمام ربع مسکون کی سیر کی چندے ناگور میں رہے وہاں مسجد بنائی۔ کچھ عرصہ لاہور میں رہے بعدہٗ برائے زیارت پدر حلب میں پہنچے اور اپنے والد سے ایک روز عرض کی کہ میں ہندوستان میں رہنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا کہ چندے تاخیر کر آخر بعد وفات پدر کے بمقام اوچ آکر مقیم ہوئے اور ہدایت خلق میں مشغول ہوئے اور سلطان سکندر لودھی آپ کا مرید ہوا اور ذات بابرکات سے فیضان قادریہ ہندوستان میں جاری ہوا ہزاروں مرید ہوئے شعر خوب فرماتے تھے قادری تخلص تھا ایک بار قطب الدین لنگاہ حاکم ملتان نے خواب میں دیکھا کہ حضرت غوث الثقلین فرماتے ہیں کہ تو اپنی دختر بی بی ویس کا نکاح میرے فرزند سید محمد سے کردے۔ چنانچہ حکم غوثیہ کی اس نے تعمیل کی، مگر اس بی بی سے کوئی فرزند نہ پیدا ہوا بعدہٗ سید ابو الفتح حسینی کی دختر سے کہ اولاد سے سید صفی الدین بانی کے تھے اور اوچ میں مقیم تھے اور بھانجے سید اسحاق گازرونی میران بادشاہ لاہوری کے کہ وہ مسجد نواب وزیر مغل میں آسودہ ہیں نکاح ہوا ان بی بی کا نام فاطمہ تھا اور ان کے شکم سے عبد القادر ثانی و سید عبد اللہ ربانی و سید مبارک حقانی و سید محمد نورانی اور ایک دختر پیدا ہوئی سید محمد نورانی لاولد رہے باقی چاروں صاحبزادوں کی اولاد قدیم آبادی اوچ سے جدا آبادی ہی وہ آبادی گیلانیاں مشہور ہے وفات حضرت شاہ محمد غوث کی ۹۲۳ھ میں بمقام اوچ ہوئی

حالات حضرت سید عبد القادر ثانی بن سید محمد غوث حسنی حلبی اوچی رحمۃ اللہ علیہم

آپ صاحب کرامات ظاہری و باطنی عاشق اللہ محب رسول اللہ تھے جسپر آپکی نظر پڑتی کیساہی متعصب کفار ہوتا مسلمان ہو جاتا تھا اگر فاسق ہوتا تائب ہو جاتا تھا ولایت حضرت کی ولایت غوثیہ تھی، اسی وجہ سے عبدالقادر ثانی مشہور ہوئے اور اوائل عمر میں عیش طلب اور صاحب نعمت تھے، جب صاحب سجادہ ہوئے سب چھوڑ دیا سماع سے بھی پرہیز کیا بلکہ اپنے مریدوں کو بھی منع فرمایا اگر کہیں سے آواز سماع گوش زد ہوتی تو بہت روتے آہ سرد بھرتے بلکہ مرنے کے قریب ہو جایا کرتے تھے، حضرت غوث اعظم سے تربیت پائی۔ بعد انتقال اپنے والد کے صاحب سجادہ ہوئے دنیا اور اہل دنیا سے دل برداشتہ ہو کر حق سے مشغول رہتے تھے اور دیگر برادر آپکے امرائے شاہی تھے انھوں نے تدبیر کی کہ حمایت بادشاہ سے ہم سجادگی لیں آپنے نور باطن سے معلوم فرما کر تمام اسناد جاگیر و املاک و وظائف بادشاہ کے پاس ارسال کر کے لکھا کہ میں یہ نہیں چاہتا جو طالب ہوں ان کو دیجئے، بعدہ سالہا سال متوکل رہے اور خلق کی جور و جفا اٹھائی۔

نقل ہے کہ ایک بار ملتان میں بیماری طاعون بہت پھیل رہی تھی تمام خلق تنگ آگئی تھی مگر جو آپ کے وضو کے جگہ کی گھانس کھونٹ کر پیتا تھا اس کو شفا ہوتی تھی اسی طرح ایک بار نواح ملتان اوچ میں ذات الجنب پھیلا اس میں بہت لوگ مرتے تھے مخلوق خدا برائے دعا آپ کی خدمت میں آئی اسی شب کو آپ کے مرید غیاث الدین نے خواب میں سید عالم کو دیکھا کہ مجھ کو لکڑی دی اور فرمایا کہ یہ لکڑی میرے فرزند عبدالقادر کو دے اور کہدے کہ جو مریض تیرے پاس آوے اس لکڑی کو درد کی جگہ چھوادے اور سورہ اخلاص دم کر۔ صبح جب غیاث الدین بیدار ہوئے وہ چوب اپنے پاس پائی اس کو لاکر پیر کی نذر کی اور خواب کی کیفیت عرض کی الغرض اس روز سے ہزاروں کو صحت ہوئی۔ ایک روز آپ برائے ادائے نماز صبح بیدار ہوئے اور تمام اہل خانہ کو پکارا کہ بیدار ہو اور سعادت دارین حاصل کرو کوئی نہ اٹھا، صبح لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیوں جگاتے تھے فرمایا میں ظاہر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ چاہتا تھا کہ تم لوگ بھی یہ سعادت حاصل کرو، مگر تم نہ اٹھے، آپ کے مرید بہت سے

کامل گذرے ہیں ولادت آپ کی ۸۶۲ھ میں ہوئی اور وفات ۱۸ ربیع الاول ۹۴۰ھ مزار شریف اوچ میں ہے۔

حالات ۸ حضرت مخدوم جی قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

آپ کا وطن بدایوں تھا اور آپ بالکل تارک الدنیا تھے شیخ عبدالوہاب سے نقل ہے کہ بوجہ کبر سنی کے اٹھنا بیٹھنا دشوار تھا مگر بعد نماز تہجد کے صبح تک کھڑے رہکر ایک قرآن ختم کرتے وفات حضرت کی ۹۳۳ھ میں ہوئی۔

حالات ۹ حضرت سید مبارک حقانی اوچی قدس اللہ سرہٗ

آپ فرزند حضرت سید محمد غوثؒ کے تھے صاحب تقوےٰ وعبادت وترک وتجرید کرکے خرقہ خلافت اپنے والد سے حاصل کیا۔ جب آپکو استغراق بڑھا حالت سکر میں اوچ سے نکلکر ایسے جنگل میں جا پہنچے کہ جہاں دوسرے آدمی کا گذر نہ ہوتا تھا صحبت خلق سے نہایت متنفر تھے مجردی کے ساتھ یاد مولیٰ میں مصروف رہے۔ تذکرہ نوشاہی سے روایت ہے کہ حالت تجرید میں کسی کی مجال نہ تھی کہ حضرت کے روبرو جاسکے اگر کوئی جاتا بیہوش ہو جاتا تھا یا مست ہو جاتا آپ سے بارہ بارہ کوس گرد آدمی نہ جاسکتا تھا مگر شیخ معروف چشتی کہ اولاد سے شیخ فریدالدین گنج شکر کے تھے صحرائے لکھی میں حضرت کے پاس پہنچے اور ایک ہی نظر میں اولیا ہوئے، آپ نے خرقہ خلافت ان کو مرحمت فرماکر ارشاد کیا کہ معروف تجھ سے نیا خاندان جاری ہوگا چنانچہ شیخ معروف سے گروہ نوشاہی جاری ہوا۔ بعد اسکے سید مبارک لاہور میں آئے اور ۹۵۶ھ میں انتقال فرمایا۔ شیخ معروف نے انکے جسد مبارک کو لاہور سے لاکر اوچ میں ان کے والد کے پاس دفن کیا۔

حالات ۱۰ حضرت سید بہاؤالدین گیلانی معروف بہاول شیر قلندر

فرزند سید محمود وسید علاءالدین معروف بن زین العابدین بن سید مسیح الدین بن سید صدرالدین

بن سید ظہیر الدین بن سید شمس العارفین سید شمس الدین بن سید مومن بن سید مشتاق بن سید علی بن سید صالح بن سید عبدالرزاق بن حضرت پیران پیر کہ مشائخ کبرا سے تھے علوم ظاہری اور باطنی سے ماہر اور صاحب عشق و محبت ذوق و شوق اکثر آپکو استغراق رہا کرتا تھا حضرت کے والد بغداد سے ہندوستان میں آکر بدایوں میں مسکن گزین ہوئے۔ اسوقت حضرت خورد سال تھے بعدہ آپ کے والد نے انتقال کیا اور بدایوں میں دفن ہوئے، چونکہ حضرت مرید اپنے پدر کے تھے ان کے انتقال کے بعد اپنے چچا سے تکمیل کی اور عبادت حق میں مشغول ہوئے۔ عبادت کی یہ کیفیت تھی کہ بارہ بارہ برس کا ایک چلہ کیا کرتے تھے ایک بار ایک غار میں حالت استغراق میں ایک پتھر سے پشت لگائے ستر برس بیٹھے رہے جب باہر رب وہاں سے باہر آئے کھال چپکی ہوئی پتھر سے وہیں رہ گئی۔ لباس قلندرانہ رکھتے تھے بہت با ہیبت تھے۔ عمر شریف ڈھائی سو برس کے قریب تھی خوب تحقیق ہے کہ جب حضرت کی عمر شریف سو برس کی ہوئی اس وقت آغاز ریش مبارک کا ہوا۔ سواری میں اکثر شیر رہا کرتے تھے۔ بجائے تازیانہ کے مار سیاہ رکھتے تھے۔

نقل ہے کہ جب حضرت غار سے باہر آئے ہیں تو وہاں سے چلکر اس جگہ آئے جہاں آپ کا حجرہ ہے، پہلے یہاں دریا تھا آپ کنارے دریا کے آ بیٹھے۔ بوجہ ہیبت اور عظمت کے ہر کسی کا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ حضرت کے روبرو آسکے اور متصل جو آبادی تھی اُس میں قوم دھول آباد تھی۔ ان کی مستورات جو پانی بھرنے آئیں حضرت کو دیکھکر ڈریں اور اپنے مردوں سے شکایت کی۔ انھوں نے آکر حضرت کو دوسری جگہ بٹھایا۔ آخر کسی وجہ سے وہاں سے بھی بار دگر اٹھایا۔ آپکو جو جلال آیا اپنا عصا زمین پر مارا اور فرمایا کہ اے دریا مجھکو جگہ دے فوراً وہاں سے دریا ہٹ گیا کسی قدر زمین نکل آئی آپ نے وہاں تین مینخیں گاڑیں ایک چوب نیب، دوسری چوب بڑ، تیسری کسی پہاڑی درخت کی تینوں اسی وقت ہری ہوگئیں جن میں دو درخت ہنوز موجود ہیں۔ ایک خشک ہوگیا اور شیخ داؤد چوٹی دال کہ آپ کے برادر زادہ تھے ان کے گھر آپ کی دعا سے بہت اولاد ہوئی حضرت صاحب سلسلہ ہیں وفات حضرت کی ۱۵ شوال ۷۰۲ھ میں بعہد اکبر اعظم ہوئی۔ مزار حجرہ شریف میں ہے۔

۱۱ حضرت سید عبدالقادر گیلانی لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز

آپ مرید اپنے پدر سید جمال الدین کے تھے، بغداد سے آکر لاہور میں مقیم ہوئے۔ آپ کے چار صاحبزادہ تھے۔ سید حاجی و سید سلطان اکبر و سید غیاث الدین دولت شاہ وفات حضرت کی ۱۸ ربیع الاول سنہ ۹۴۱ھ میں ہوئی۔

۱۲ حالات حضرت سید محمد غوث بالاپیر بن سید زین العابدین بن سید عبدالقادر ثانی قدس سرہ

آپ فقر میں شان عالی و مرتبہ بلند رکھتے تھے سید زین العابدین نے روبرو اپنے والد کے راستہ ناگور میں رہزنوں کے ہاتھ شہادت پائی اور سید محمد غوث نے اپنے دادا کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی بعد انتقال اپنے دادا کے بوجہ تکرار سجادگی سید حامد گنج بخش اپنے چچازاد بھائی کے اوچ سے نکلکر قصبہ ست گھرہ ملک پنجاب میں مقیم ہوکر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے اور ۵ شوال سنہ ۹۵۹ھ میں بعہد اسلام شاہ بن شیر شاہ وفات پائی۔

۱۳ حالات حضرت میر سید شاہ فیروز قدس اللہ سرہ العزیز

پہلے آپ کے دادا بطریق سیر بغداد سے دہلی میں آئے اور ہندوستان کی سیر کرکے لاہور میں جاکر سکونت پذیر ہوئے جب سید فیروز مسند ارشاد پر متمکن ہوئے تمام دن علم حدیث اور فقہ پڑھاتے رات کو طالبان حق کی تعلیم میں مصروف رہتے، بعد نماز جمعہ کے شام تک وعظ فرماتے، آپ مرید اپنے دادا شاہ عالم کے وہ مرید شاہ نور الدین کے وہ مرید شیخ احمد مکی کے وہ مرید شیخ حامد کے وہ مرید شیخ عبدالرزاق کے وہ مرید سید عبداللہ گیلانی کے وہ مرید شیخ احمد قادری کے وہ مرید سید میر کے وہ مرید سید مسعود کے وہ مرید سید علی کے۔ وہ مرید سید صوفی کے وہ مرید سید عبدالوہاب بن غوث الثقلین کے تھے وفات حضرت کی سنہ ۹۳۳ھ میں بمقام لاہور ہوئی مزار تکیہ ڈنڈی گراں میں ہے۔

۱۴ حالات حضرت سید محمود حضوری لاہوری قدس اللہ سرہٗ بن سید شرف الدین شمس العارفین غوری موسوی قدس سرہٗ

آپ اولاد سے امام موسیٰ کاظم کے تھے سید محمد غوری سے سیر کناں ہندوستان میں آکر شہر لاہور میں محلہ حاجی سوائی میں کہ اب وہ ویران ہے مقیم ہوئے تھے، آپ کے ہزاروں مرید ہوئے۔ آپ صاحب گروہ ہوئے ہیں، آپ کے فقیر سید شاہی کہلاتے ہیں آپ مرید اپنے پدر سید شمس الدین کے وہ مرید اپنے پدر سید یعقوب کے وہ خلیفہ سید عبداللہ شاہ قادری کے وہ خلیفہ سید علی کے وہ خلیفہ سید احمد کے وہ خلیفہ سید اصغر کے وہ خلیفہ سید شاہ ابوالفرح کے وہ خلیفہ سید السادات سید عبدالوہاب کے تھے وفات حضرت کی ۱۰۹۲ھ میں ہوئی مزار بمقام لاہور مقبرہ سید جان محمد حضوری میں ہے اور حضوری اسوجہ سے کہتے ہیں کہ زیارت نبی کریم سے مشرف ہوئے۔

۱۵ حالات حضرت شیخ بہلول دریائی قدس اللہ سرہٗ العزیز

آپ اولیائے پنجاب سے ہیں، صاحب تقویٰ و ریاضت و عبادت و خوارق کہ تمام عمر سیاحی میں بسر فرمائی اور صاحب گروہ بھی ہیں آپ کے فقیر بہلول شاہی کہلاتے ہیں بعض فقیر بہلول شاہی سہروردی مشہور ہیں وہ اپنا سلسلہ اس طرح ملاتے ہیں کہ بہلول دریائی مرید شاہ لطیف اکبر کے وہ مرید شیخ نصیر الدین قریشی سہروردی کے اور جو فقیر خاندان قادریہ سے نسبت کرتے ہیں وہ اپنا سلسلہ اس طرح ملاتے ہیں کہ شاہ بہلول مرید شاہ لطیف اللہ برکی کے، وہ مرید شیخ جمال اللہ حیات المیر زندہ جاوید کے وہ مرید حضرت غوث الاعظم کے اور شاہ بہلول دریائی نے۔ خرقہ تبرک حیات المیر زندہ جاوید سے بھی حاصل کیا تھا عمر آپکی دراز ہوئی ہے، حقیقۃ الفقرا میں لکھا کہ آپ نے سیاحی میں بہت بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور بعد انتقال مرشد کے برائے حل بعض مقامات ولایت نجف اشرف میں حاضر ہوکر روضہ متبرکہ

حضرت شیر خدا پر دو سال معتکف رہے اور جاروب کشی سے مشرف رہے۔ جب مطلب آرزی ہو گئی وہاں سے کربلائے معلی میں حاضر ہو کر تین ماہ روضہ سید الشہداء علیہ السلام پر معتکف رہ کر نعمت ہائے گوناگوں سے مشرف ہو کر کعبہ میں آ کر حج کیا بعدہٗ مدینہ طیبہ کی زیارت سے مشرف ہو کر پھر بغداد میں آئے۔ روضہ عالیہ غوثیہ پر ایک سال معتکف رہے بعدہٗ برائے حصول افادہ مشرف ہو کر روضہ حضرت امام موسیٰ رضاؒ پر حاضر رہے۔ ایک شب معاملہ میں امام برحق نے فرمایا کہ فلاں جگہ فلاں غار میں ایک مجذوب ہے اس کی خدمت میں جا کر اپنا حصہ قادریہ لے۔ آپ وہاں سے بخوشی تمام اس غار پر آئے دیکھا کہ اکیلے وہ بزرگ مراقبہ میں ہیں اور چند خادم جدا ایک جگہ پر ہیں، انھوں نے خدام سے استفسار حال کیا انھوں نے بیان کیا کہ ایک بار ہر روز مراقبہ سے سر اٹھاتے ہیں، ایک روز حالت جلال ہوتی ہے۔ جو روبرو آتا ہے جل جاتا ہے وہ آج کا دن ہے۔ ایک روز نظر جمال ہوتی ہے جو روبرو آتا ہے قطب وقت ہو جاتا ہے آپ نے اس روز تو تامل کیا دوسرے روز جب شیخ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور انپر نظر پڑی اُسی وقت ان کو مقامات قطبیت کھل گئے، ان درویش کو لوگ مرحق کہتے تھے، وفات شاہ بہلول دریائی کی سنہ ۹۸۳ھ میں ہوئی۔

حالات حضرت شاہ معروف چشتی قادری قدس اللہ سرہٗ

آپ اولاد سے شیخ فریدالدین گنج شکر کے تھے، اول اپنے پدر سے طریقہ عالیہ چشتیہ میں مقامات سلوک طے کئے۔ بعدٗ سید مبارک گیلانی بن سید محمد غوث حلبی کی خدمت بابرکت میں بمقام لکھی جنگل میں پہنچے۔ لوگوں نے پاس جانے کو منع کیا کہ آدمی کی تاب نہیں ہے، جو ان کے پاس جا سکے یہ نہ مانے اور اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ مراقبہ میں تھے مگر نور باطن سے ان کا آنا معلوم فرما کر سر اٹھایا اور متبسم ہو کر ان کو دیکھا انھوں نے قدموں پر سر رکھا تین روز بیہوش رہے جب ہوش آیا مرید ہوئے بعد تکمیل کار غوثیہ کے خرقہ خلافت سے مشرف ہو کر شاہ معروف سے مخاطب ہوئے

اور طریقہ نوشاہی کے امام ہوئے وفات حضرت کی ۹۷۸ھ میں ہوئی۔

حالات [16] حضرت شیخ ابواسحٰق قادری لاہوری قدس اللہ سرہ

آپ خلیفہ داؤد کرمانی چونی دال کے تھے علوم ظاہری اور باطنی میں یگانۂ عصر ریاضت اور مجاہدہ تقوٰے اور سخاوت میں شہرۂ آفاق صایم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ صاحب کرامت وخوارق کہ بادشاہ ابوالمعالی والی کرمان آپ کا مرید تھا آخر وقت میں لاہور آکر محلہ مغلان میں کہ محلہ بیرعزیز تبرنگ مشہور ہے سکونت پذیر ہوئے اور ہدایت طالبان حق میں مشغول رہکرہ محرم ۹۸۵ھ میں وفات پائی اور اپنے مکان میں دفن ہوئے وہیں آپ کے صاحبزادگان کے مزار بھی ہیں آپ کا مقبرہ نیرنگ سے جانب مشرق کے ہے۔

حالات [17] حضرت شاہ قمیص قدس اللہ سرہٗ العزیز

حضرت فرزند سید ابی الحیات گیلانی بن سید تاج الدین محمود بن سید جلال الدین احمد بن سید شاہ داؤد بن سید جمال الدین علی ابن ابی صالح نصر بن سید عبدالرزاق بن حضرت غوث پاک یہ حضرت صاحب سلسلہ اور گروہ ہوئے ہیں کہ ان کے فقیر قمیصیہ کہلاتے ہیں پہلے سکونت حضرت کی ملک بنگالہ میں بمقام قصبہ سالورہ خضرآباد میں تھی اور تجرید اور تفرید کے ساتھ بسر فرماتے تھے بعدہٗ نصراللہ نام ایک بزرگ تھے انھوں نے اپنی لڑکی سے حضرت کا نکاح کیا بعدہٗ شہرہ کمال آپ کا بلند ہوا، ہزاروں مرید ہوئے بہت سے خلیفہ ہوکر اطراف عالم میں پھیلے وفات حضرت کی ۳- ذیقعدہ ۹۹۲ھ میں ہوئی مزار شریف سالورہ میں ہے بعد آپ کے سید عبدالرزاق خلیفہ آپکے صاحب سجادہ ہوئے۔

حالات [18] حضرت سید الہ بخش گیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز

آپ اولاد سے حضرت سید عبدالقادر ثانی کے تھے، ہمراہ برادران لاہور میں آکر مقیم ہوئے مقتدائے شریعت کہلاتے تھے، ہزاروں کو ہدایت فرمائی اور ۹۹۴ھ میں وفات

ہوئی ملک بنگالہ کے کسی دیہہ میں آپ کا مزار شریف ہے۔

حالات[19] حضرت سید عبدالوہاب بھاکری نور اللہ مرقدہٗ

فرزند سید عبدالرزاق بھاکری ماہر علوم دینی و دنیوی جامع کمالات صوری و معنوی اور مرید اپنے والد کے تھے۔ تمام عمر ہدایت خلق میں مصروف رہکر سنہ ۹۹۸ھ میں وفات پائی۔

حالات[20] حضرت سید کامل شاہ لاہوری قدس اللہ سرہ

آپ ولی مطلق و شیخ محقق تھے، مرید شیخ اللہ امدادی کے ہوکر خرقہ خلافت حاصل کیا اور بعہد دولت حضرت اکبر اعظم حسب طلب بادشاہ لاہور میں آکر موضع بابوسابو کے جنگل میں ٹھہرے، ہزاروں آپ کے مرید ہوئے، وفات حضرت کی ۲ صفر سنہ ھ میں ہوئی اور بجائے اقامت دفن ہوئے بعدہ نواب عبدالرحیم خاں جرنیل سلطانی نے آپکا مقبرہ بنانا چاہا۔ شب کو خواب میں اُس سے فرمایا کہ میرا مزار خام رہے گنبد نہ بنانا۔

حالات[21] حضرت شیخ خضر سیوستانی نور اللہ مرقدہٗ

آپ شیخ وقت اور صاحب تجرید اور تفرید اور تارک الدنیا اور اہل دنیا سے بے پرواہ اور ہمیشہ قبرستان میں تنہا رہا کرتے تھے، اور جب کھانے کی خواہش ہوتی تو درختوں کے سوکھے پتّے کھاتے، اور کپڑا فقط ایک تہ بند رکھتے تھے، ایک تنور بنا رکھا تھا اس کو گرم کرکے اس کے اندر بیٹھکر عبادت کرتے، شہر اور گاؤں میں قدم نہ رکھتے تھے۔ جانوران صحرائی آپ کے ہمجلیس رہتے تھے موسم گرما میں گرم پتھر پر بیٹھکر بحق مستغرق رہا کرتے تھے، حضرت داراشکوہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار حاکم سیوستان برائے زیارت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، وقت دوپہر کا اور موسم بھی گرم تھا ایک سل پر آپ مراقبہ میں بیٹھے تھے اس نے اپنا سایہ حضرت پر ڈالا آپ نے معلوم فرما کر آنکھیں کھولیں اور فرمایا کہ تو کون ہے اس ویرانہ میں کیوں آیا ہے۔ اس نے عرض

کی کہ زیارت کو آیا ہوں جو ارشاد ہو خدمت بجالاؤں آپ نے فرمایا کہ اپنا سایہ مجھ سے دور کر اور جہاں سے آیا ہے چلا جا جس کے سر پر خدا کا سایہ ہے اس کو دوسرے کے سایہ کی حاجت نہیں اس نے پھر منت کی کہ کچھ تو کار فرمائیے۔ ارشاد کیا کہ اگر کچھ کار ہوگا تو دیکھا جائے گا اس نے پھر عرض کیا کہ وقت عبادت کے میرے واسطے دعا کیجیے گا۔ فرمایا کہ خدا نہ کرے کہ میں اس وقت تجھ کو یاد کروں اور سوائے اللہ تعالے کے مجھ کو دوسرے کا خیال ہو۔ یہ حضرت مرید شاہ سکندر کے وہ مرید شیر الاولیا خواجہ حاقی کے وہ مرید سید علی قادری کے وہ مرید شاہ جمال مجرد کے وہ مرید سید لعل شہباز کے وہ مرید شیخ ابو اسحٰق ابراہیم کے وہ مرید شیخ مرتضیٰ سبحانی کے وہ مرید شیخ احمد بن مبارک کے وہ مرید حضرت غوث الثقلین کے وفات حضرت کی ۹۹۴ھ میں ہوئی

۲۲ حالات حضرت سید میر ابراہیم حسینی اوچی قدس اللہ سرہٗ

آپ مرید حضرت شیخ بہار الدین قادری کے تھے۔ اور علوم ظاہری و باطنی رکھتے تھے آپ کے بہت سے شاگرد مولوی ہوئے ہیں وفات حضرت کی ۹۰۳ھ میں ہوئی۔

۲۳ حالات حضرت سید صوفی بن سید بدر الدین بن سید محمد اسمٰعیل گیلانی قدس سرہٗ

آپ صاحب شریعت و معرفت تھے، جو آپ کا مرید ہوتا تھا کامل ہوجاتا تھا۔ لاہور میں کوس شریعت آپ کا چند روز خوب بجا آخر ۱۰۰۲ھ میں وفات ہوئی

۲۴ حالات حضرت شیخ محمد حسن قادری جونپور نور اللہ مرقدہٗ

آپ جونپور کے صاحب ولایت ہیں۔ خاندان چشتیہ میں مرید اپنے والد شیخ حسن کے تھے اور بزرگان چشتیہ سے بھی فیض تھا، جب آپ حج کو گئے وہاں خاندان قادریہ میں شیخ عبد الوہاب کے مرید ہوئے اور کئی برس کعبہ میں رہے۔ پھر دہلی میں آئے ۲۷۔ رجب ۹۹۴ھ میں وفات پائی۔ مزار متصل بھنڈل اپنے والد کے مزار کے پاس ہے۔

٢٥
حالات حضرت سید حسین قدس اللہ سرہٗ العزیز

آپ بہت بڑے درویش اور صحبت یافتہ بزرگان اور سفر کردہ کہ طوس سے دہلی میں آکر فوت ہوئے قلعہ پتھورا میں زیر مسجد قوۃ الاسلام قرب دروازہ جنوبی آپ کا مقبرہ ہی اب وہ امام ضامن کی درگاہ مشہور ہے۔ آپ کاشتکاری کرتے تھے، وفات حضرت کی ۹۲۳ھ میں ہوئی دہلی کہنہ میں زیر مسجد قوۃ الاسلام مقبرہ عالی ہے۔

٢٦
حالات حضرت سید شاہ نور حضوری لاہوری بن سید محمود حضوری غوری رح

آپ فاضل روزگار درویش بلند اقتدار اور مرید اپنے پدر بزرگوار کے تھے۔ جو کوئی آپ کا مرید ہوتا اول ہی شب کو دیدار نبوی سے مشرف ہوتا وفات آپ کی ۹۹۷ھ میں ہوئی مزار شریف لاہور میں ہے۔

٢٧
حالات حضرت موسیٰ پاک شہید نور اللہ مرقدہٗ

بن سید حامد گنج بخش گیلانی کہ درویش عالی مقام تھے اور اپنے عہد میں شیخ پنجاب تھے اور زیارت رسول مقبول وحضرت غوث پاک سے مشرف ہوتے تھے، روحانیت غوث پاک سے فیضان حاصل تھا اور روحانیت سید عبد القادر ثانی سے بطریقہ اویسی فیض حاصل کیا وفات حضرت کی ۱۰۱۰ھ میں ہوئی۔ یعنی راہ ملتان میں گولی سے شہید ہوئے۔

٢٨
حالات حضرت سید میر میران بن سید مبارک حقانی گیلانی قدس سرہٗ

آپ مرد صالح و بزرگ و عالم بہت سخی صاحب کرامت ولایت تھے۔ اپنے والد کے مرید تھے اوچ سے آکر لاہور میں ہدایت خلق میں مشغول ہوئے۔ آپ کی ذات بابرکات سے فیضان ظاہری اور باطنی جاری رہا، ہزاروں مرید ہوئے اور ۹۸۶ھ میں انتقال کرکے گورستان لاہور میں دفن ہوئے

۲۹ حالات حضرت حاجی مصطفےٰ سرہندی قدس اللہ سرہ العزیز

آپ صاحب زہد و تقویٰ اور قانع و قامع نفس میاں میر صاحب کے مرید تھے، ہر وقت سکر اور استغراق رہتا تھا، ایک بار آپ جماعت سے نماز پڑھ رہے تھے، جب رکوع میں جھکے استغراق غالب ہوا کہ رکوع میں رہ گئے جو مقتدی تھے وہ از سر نو اپنی نماز ادا کر کے چلے گئے آپ سات روز رکوع میں رہے وفات حضرت کی ۱۴ صفر المظفر ۱۰۲۹ھ بروز چہارشنبہ ہوئی۔

۳۰ حالات حضرت شیخ حسین قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

آپ مرید شیخ عبدالوہاب کے تھے اور خاندان چشتیہ سے بھی فیض پائے ہوئے تھے۔ اخبار الاخیار سے نقل ہے کہ کنارے دریائے نربدا کے اکثر جگہ جنگل اور پہاڑ تھے۔ ایک مقام پر شیر آگیا تھا اس نے راستہ بند کر رکھا تھا، آپ کا بھی وہاں گذر ہوا، شیر کا حال سنکر ایک ہاتھ میں چادر لپیٹی ایک میں چھری لی اور اس جھاڑی میں کہ جہاں شیر تھا گھس کر شیر کو پکڑ کر چھری سے ہلاک کیا وفات حضرت کی ۱۰۳۱ھ میں ہوئی۔

۳۱ حالات حضرت سید شیخ عبداللہ قدس اللہ سرہ العزیز

آپ حضرت غوث الاعظم کی اولاد سے تھے اور مرید اپنے والد سید عمر کے تھے اور پابند طریقہ غوثیہ اور قدسیہ کے تھے پندرہ برس کی عمر سے شوق درویشی ہوا، بغداد سے نکلکر ہندوستان میں آکر تحصیل علوم کر کے موضع قطب نواح دہلی میں مقیم ہو کر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے ہزاروں مرید ہوئے جب تک آپ زندہ رہے کبھی اس موضع میں چوری یا اور کوئی ظلم نہ ہوا۔ وفات حضرت کی ۱۰۳۶ھ میں ہوئی۔

۳۲ حالات حضرت شاہ شمس الدین قادری لاہوری قدس سرہ

آپ خلیفہ حضرت شیخ ابواسحاق قادری کے تھے اور عالم باعمل و عارف مکمل اپنے وقت میں

یکتائے زمانہ تھے، لاہور میں آپ کو بہت فتوحات تھا، یہاں تک کہ جہانگیر بادشاہ بھی معتقد ہوئے، جس کے بارے میں جو بادشاہ تحریر فرماتے بادشاہ اسی طرح کرتے تھے۔ اس ذریعہ سے ہزاروں کی کاربرآری ہوئی۔

حالات[۳۳] حضرت ملا حامد قادری قدس اللہ سرہ العزیز

آپ قرآن پڑھنے میں لاثانی تھے، علوم ظاہری اور باطنی اور رموز طریقت اور حقیقت سے خوب ماہر تھے، پہلے بہ میاں میر صاحب کے منکر تھے بعدہٗ مرید ہوکر کمال معتقد ہوئے بعدہٗ ترک درس فرماکر عبادت معبود میں مشغول ہوئے، تھوڑے ہی دنوں میں بکمال ولایت پہنچے آخر ۱۰۴۴ھ میں بتاریخ ۱۷ رمضان وفات ہوئی مزار روضہ میاں میر میں ہے۔

حالات[۳۴] حضرت سید خیرالدین ابوالمعالی قادری کرمانی قدس سرہٗ

آپ فرزند سید رحمت اللہ بن سید فتح اللہ کہ ولی کامل اور صحیح النسب سادات کرمان سے تھے صاحب کرامات و خوارق و زہد و تقویٰ بعد تکمیل کسب قادریہ کے خرقۂ خلافت حاصل کیا مرید اپنے برادر زادہ اور شیخ داؤد شیر گڈھی کے تھے، بعدہٗ لاہور میں آکر راستہ میں جہاں ٹھہرے باغ، چاہ، تالاب بنا کرایا وہ عمارات ہنوز موجود ہیں لاہور میں ہزاروں مرید ہیں۔ ایک یہ کرامت تھی کہ جو آپ کا مرید ہوتا اسی شب کو زیارت رسول مقبول سے یا زیارت غوث پاک سے مشرف ہوتا۔ داراشکوہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ملا شاہ نقل کرتے ہیں کہ ایک بار میں ہمراہ اپنے اخوند ملا نعمت اللہ کہ عالم و عامل و فقیر کامل تھے حضرت کی زیارت کو آئے، ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت کے ایک مرید نے تسبیح نذر کی، میرے دل میں آیا کہ اگر مجھکو دیں تو خوب ہو جب ہم چلنے لگے مجھکو اپنے روبرو بلا کر فرمایا کہ یہ تسبیح اپنی خواہش کے موافق لے، اگر ہوسکے تو اس پر سو بار درود پڑھا کر مجھے تجھے اور مالک تسبیح کو بہت ثواب ہوگا۔ آخوند نعمت اللہ سے روایت ہے یعنی آخوند کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ مجھکو غوث پاک سے نہایت محبت اور ارادت ہے آیا غوث پاک

کو بھی میری ارادت کی خبر ہوگی یا نہ ہوگی۔ اسی شب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں سر برہنہ کھڑا ہوں اور حضرت غوث پاک نے مجھکو سفید دستار عطا کی اور فرمایا کہ میں تیرے حالات سے واقف ہوں صبح جب میں بیدار ہوا شاہ ابو المعالی نے مجھکو طلب کر کے سفید دستار عطا کی اور فرمایا کہ یہ وہی دستار ہے جو شب کو حضرت غوث پاک نے مجھکو دی تھی اور شاہ ابو المعالی صاحب دیوان اور صاحب تصانیف بھی ہیں، چنانچہ بوجہ عشق حضرت محبوب سبحانی کے تحفۃ القادریہ تحریر کی کہ مشہور کتاب ہے ولادت حضرت کی بروز دوشنبہ دسویں ذی الحجہ سنہ ۹۶۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۴ھ میں ہوئی مزار لاہور میں موتی دروازہ کے باہر ہے عیدین کو ہزاروں آدمی زیارت کرتے ہیں

۳۵ حالات حضرت شیخ نعمت اللہ سرہندی قدس اللہ سرہ العزیز

آپ مرید اول میر بالا میر لاہوری کے تھے اور حاجی بھی تھے، روایت ہے کہ ایک سوداگر معہ اپنے فرزند کے خدمت شیخ میں آیا اور عرض کی کہ راہ میں چور میرے پیسے لیگیا آپ نے نور باطن سے معلوم کر کے سوداگر بچہ سے کہا کہ فلاں گنبد میں تو نے روپے رکھے ہیں جلد لاکر اپنے باپ کو دے وہ یہ سنکر قدموں پر گرا اور مبلغان لاکر باپ کے حوالے کئے، ایک بار ایک شخص نے عرض کیا کہ میری ایک خوبصورت باندھی تھی میں اس کا عاشق ہوں وہ گم ہوگئی کچھ تجویز بتایئے جو وہ مل جائے آپ نے فرمایا کہ سر راہ فلاں جگہ جا بیٹھ ایک گاڑی آوے گی اس کے پردہ کے پاس جاکر کہنا کہ اے کنیز باہر آوہ ملجائے گی چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اس کی کنیز مل گئی وفات حضرت کی بعہد نور الدین جہانگیر بادشاہ سنہ ۱۰۱۰ھ میں ہوئی۔

۳۶ حالات حضرت شاہ بدر گیلانی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت شاہ بدر گیلانی بن سید شرف الدین بن سید یحیٰی بن سید علاء الدین علی بن شمس الدین محمد بن سید شہاب الدین احمد بن علاء الدین علی ثانی بن سید قاسم

بن سید یحیٰ تاتاری بن سید احمد تقی بن سید ابی صالح بن سید ابی نصر بن سید عبد الرزاق بن حضرت غوث پاک کہ مرد صاحب ولایت اور پیر طریقت اکبر اعظم کے زمانہ میں لاہور میں آئے ساکنان پنجاب سے ہزاروں مرید ہوئے خوارق و کرامات آپ سے بہت ظاہر ہوئے، وفات ۲۔ ربیع الاول ۸۰۸ھ میں ہوئی مزار موضع مستانیہ علاقہ پٹیالہ میں ہے۔

۳۷ حالات حضرت سید جیو عبد القادر ثالث قدس اللہ سرہ

آپ اولیائے وقت اور صاحب ولایت تھے اور مرید اپنے والد سید محمد غوث بالا پیر قدس صاحب ست گھر کے بعد انتقال پدر بزرگوار تمام ہندوستان کی سیر کر کے بزرگان و سے افادہ حاصل کیا بعدہ لاہور میں آکر شہر سے باہر محلہ رسول پور آباد فرما کر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے اور وہیں ۹۲۲ھ میں وفات پائی مزار آپ کا مشہور ہے آپکی دو صاحبزادیاں تہیں بڑی بی بی کلاں کہ میران محمد شاہ موج بخاری سے بیاہی گئی تھیں اور بی بی دولت کا نکاح سید نظام الدین بن سید میر میران بن سید مبارک بن سید محمد غوث سے ہوا۔

۳۸ حالات حضرت سید اسمٰعیل بن سید ابدال قدس اللہ سرہ

آپ صاحب حال و قال و باکمال تھے۔ اور قلعہ رنتھنبور میں رہتے تھے، اولاد سے حضرت غوث پاک کی ہیں، اولاد غوث پاک سے پہلے حضرت ہی کے دادا ہندوستان میں تشریف لائے ذات بابرکات سے فیض عام جاری ہوا اور بعض کاملین ہند نے آپ سے بیعت کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا، مثل شیخ عبد الرزاق جھنجانوی چشتی نظامی و شیخ محمد حسن و شیخ امان پانی پتی چشتی یعنی تینوں خلیفہ آپ کے مجمع البحرین مشہور ہیں، سلسلہ آپ کا اس طرح پر ہے سید اسمٰعیل بن سید ابدال بن سید نصیر بن سید محمد بن سید موسیٰ بن سید عبد الجبار بن ابی صالح

نصیر بن سید عبدالرزاق بن حضرت غوث اعظم اور سلسلہ درویشی بھی آپ ہی کے خاندان میں دست بدست چلا آیا ہے۔ وفات حضرت کی ۹۹۴ھ میں ہوئی۔ مزار شریف میٹھور کے قلعہ میں ہے۔

۳۹ حالات حضرت سید محمد نور بن سید بہاوالدین شبیر گیلانی قدس سرہٗ

آپ اپنے پدر بزرگوار کے صاحب سجادہ تھے، علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ عصر تھے اور نواسے شاہ بخاری کے تھے جس وقت حضرت کے والد نے رحلت فرمائی آپ وہاں موجود نہ تھے، بعد چند روز کے جب آپ آئے تو دیدار والد سے مشرف ہوئے تمام اقربا وغیرہ کو حکم دیا کہ کوئی پاس نہ آوے مگر وہ معمار کہ جس نے قبر مبارک کھولی تھی چھپ رہا تھا۔ جب آپ نے کفن چہرۂ مبارک پدر سے اٹھایا اور زیارت کی معمار کی جو نظر پڑی اسی وقت نابینا ہو گیا۔ بعد چند روز کے جب آپ نے مقبرہ بنانا چاہا تو عمدہ معمار کی تلاش ہوئی وہی نابینا معمار حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر میں بینا ہو جاؤں تو اچھی طرح کام بناؤں۔ آپ نے فرمایا کہ اس شرط پر کہ جب تک تو کام کرے گا بینا رہے گا۔ بعدہٗ اندھا ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دن کو بینا اور رات کو نابینا ہو جاتا تھا۔ جب کام ختم ہوا پھر کچھ نہ دیکھائی دیا۔ وفات حضرت کی ۹۸۸ھ میں ہوئی، مزار قصبہ چونی میں ہے۔

اگر آپ بے اولاد ہیں تو آپ صاحب اولاد ہو جائیں گے اگر آپ کو افلاس نے گھیر لیا ہے تو آپ کا افلاس دور ہو جائے گا۔ اگر آپ مقدمات کی وجہ سے پریشان ہیں تو آپ کی پریشانیاں بھی رفع ہو جائیں گی غرضکہ آپ کی ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں جس میں دعا مانگنے اور مرادیں حاصل ہونے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج کئے گئے ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی قبولیت یقینی ہے کیونکہ یہ قرآنی دعائیں ہزار ہا مرتبہ آزمائی جا چکی ہے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی کاغذ ولایتی سفید چکنا ۲۴ پونڈ قیمت ۸ر

فردوس آسیہ

مولفہ مولانا مولوی عبدالرب صاحب مرحوم واعظ دہلوی اس کے پانچ حصے ہیں حصہ اول اس میں حضرت ابو بکر صدیق رض کے حالات مع بیان ہجرت نبوی صلعم واقعات خلافت وغیرہ حصہ دوم حضرت عمر فاروق کی سوانحعمری مع واقعات قبول اسلام وغزوات وشہادت وغیرہ وغیرہ۔ حصہ سوم حضرت عثمان کی سوانحعمری مع حالات شہادت وغیرہ۔ حصہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حالات مع شہادت وغیرہ حصہ پنجم حالات اہل بیت رضوان اللہ تعالے اس حصے کے دو حصے کردیئے ہیں اول حصہ میں تو جملہ اہل بیت کے حالات ہیں اور دوسرے حصہ میں حضرات حسنین کے حالات مع واقعات شہادتین اگر کسی کو شہادت حضرت امامین حسنین رضوان اللہ علیہم کا بیان صحیح دیکھنا ہو تو اس کتاب کو دیکھے۔ مولف صاحب نے نہایت واضح اور مستند روایات درج کی ہیں عہ

بیان الامرا
ترجمہ
تاریخ الخلفاء

مولفہ علامہ جلال سیوطی رح مترجمہ مولانا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری۔

اس کتاب کے مطالعہ سے تاریخ الاسلام پر پورا عبور ہو جاتا ہے کہ خلافت کس طرح اور کس کس پر منتقل ہوتی رہی۔ اس میں خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیکر سنہ ۹۰۲ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کردیئے ہیں

قیمت دو روپے (عہ)

فیض الاسلام ترجمہ فتوح الشام

اب سے پہلے جو ترجمہ چھپا ہوا ہے وہ پرانی اردو ہے اس کو ہر شخص پڑھتا ہوا تکلف کرتا ہے۔ اور کم پڑھے ہوئے تو پڑھ نہیں سکتے اور یہ کتاب اس قابل تھی کہ اس کا مطالعہ ہر شخص کرے کیونکہ اس کے مطالعہ سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ہمارے بڑوں نے کس طرح فتوحات حاصل کیں کس طرح کیسے کیسے خون بہا کر حق کا ڈنکا بجایا اس وجہ سے احقر نے مکرمی مولوی شبیر احمد صاحب سے اس کا سلیس اردو ترجمہ کرا کر شایع کیا ہے جو نہایت لاجواب ہے۔ قیمت (۳ روپے ۴)

سوانح عمری رسول مقبول

یہ سوانح عمری بہت محنت سے تیار کی گئی ہے ہر خورد و کلاں اہل اسلام کو اس کا منگا کر مطالعہ کرنا چاہیئے۔ ۸؍

ازواج النبی صلعم

جناب سرور کائنات کے ازواج مطہرات کے پورے حالات و سوانح درج ہیں یہ کتاب اسقدر مقبول ہے کہ تھوڑے سے عرصہ میں پانچ ہزار چھپ چکی ہے قیمت ۱۲

بہشتی زیور کامل معہ گوہر عورتوں کی

تعلیم کے لئے نہایت مفید دینی اور دنیوی تمام ضرورتیں دس حصوں میں درج ہیں گیارھواں بہشتی گوہر خاص مردوں کے مسائل میں ہے حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب کی یہ کتاب ایسی مقبول ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں شایع ہو چکی ہے

سوانحعمریاں

ہشت بہشت	عہ۸/
ہفت بہشت	عہ۴/
سچی سوانحعمری معہ ملفوظات	عہ
تاریخ اجمیر	۸/
بہار معین	۴/
سیر اجمیر	۲/
گلدستۂ خواجہ	۴/
سوانح غوث اعظم	۱/
سوانح معین الدین اجمیری رح	۱/
بختیار کاکی رح	۲/
نظام الدین اولیا رح	۱/
علی احمد صابر رح	۲/
روشن چراغ دہلی رح	۱/
امیر خسرو	۱/
رالبعہ بصری	۱/
بو علی شاہ قلندر	۱/
حسن بصری	۱/
نیک بیبیوں کی کہانیاں کامل دو حصہ	۶/

نذیر حسین و حافظ شریف حسن، مالکان رحمانی پریس دہلی۔

متفرق کتابیں

چھ سو برس پہلے

ہندوستان میں پہلا مسلمان

یعنی ۷۲۵ھ ہجری میں دنیا کے سفر اور عجیب حالات و واقعات کا مسلمان سیاح ابن بطوطہ کا سفرنامہ جس میں پچیس برس کے حالات سفر درج ہیں یہ پہلا مسلمان سیاح ہے جو ہندوستان میں آیا اس کتاب کے مطالعہ سے چھ صدی پہلے کی ہندوستانی معاشرت شاہان اسلام کی بےنظیر اولوالعزمی ہندوؤں کے ساتھ بہترین برتاؤ کی مستند مثال ملتی ہے۔

جلد اول کا ترجمہ جناب عطاء الرحمن صاحب نے کیا ہے قیمت چار روپے کاغذ چکنا صفحات ۵۷۲

جلد دوم کے مترجم جناب خان بہادر پیرزادہ محمد حسین صاحب ایم۔ اے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم قیمت فی جلد تین روپے کاغذ چکنا ٹائیٹل رنگین خوشنما صفحات ۵۳۲ ہر دو جلد سات روپے معہ

بہشتی زیور کامل معہ گوہر مطبوعہ دہلی قیمت عہ

عورتوں کی تعلیم کے لئے نہایت مفید دینی اور دنیوی تمام ضرورتیں دس حصوں میں درج ہیں گیارھواں بہشتی گوہر خاص مردوں کے مسائل میں ہے حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب کی یہ کتاب ایسی مقبول ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں شایع ہو چکی ہے ۸۴۸ صفحے ہیں قیمت رعایتی ۴ہر

ہفت بہشت یعنی سوانحعمری خواجگان چشت

آسمان ولایت کے سات ستارے یعنی (۱) حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ عثمان ہارونی (۲) عمدۃ الاولیا زبدۃ الاصفیا حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری (۳) فرد السالکین فرید الکاملین قطب العالمین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت بابا فرید الدین گنج شکر (۵) سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا (۶) حضرت علاء الدین علی احمد صابری کلیری (۷) حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی۔ ان بزرگان دین کے مزارات کے صحیح اور خوشنما نقشے ان کے حالات کے آخر میں علیحدہ علیحدہ شامل کئے گئے ہیں قیمت عہ

سچی سوانحعمری معہ ملفوظات خواجہ غریب نواز

کی سوانحعمریاں یوں تو آپ ہر کتاب فروش کے یہاں طرح طرح کی دیکھیں گے مگر ہمنے یہ سچی سوانحعمری نہایت تحقیق اور صحت کے ساتھ قلمی کتابوں سے اخذ کر کے چھاپی ہے قیمت عہ

قصیدہ بردہ حضرت بوصیری کے قصیدہ کی مقبولیت عام سے کون واقف نہیں اگر آپ باریتعالیٰ کی رحمت کو حرکت میں لانا چاہتے ہیں تو اس قصیدہ کو پڑھا کیجئے اس کے ہر شعر عربی کا فارسی اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے عجیب وغریب کتاب ہے قیمت ۶/

سوانحعمری کلاں حیات خواجہ یہ سوانحعمری حضرت خواجہ غریب نواز کی مکمل سوانحعمری ہے قیمت ۸/

تاریخ اجمیر شریف اور بڑی سوانحعمری حضرت غریب نواز خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کے مفصل حالات و واقعات اور نقشہ جات وغیرہ ہیں قیمت ۸/

بہار معین حالات حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ؒ قیمت ۴/

فرید بابا سراج العارفین زبدۃ السالکین حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر اجودھنی کے حالات زندگی مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کے قلم سے قیمت ۲/

محبوب الٰہی یعنی حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے حالات زندگی مولفہ مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی۔

حالات سرمد شہید حضرت مولانا ابو الکلام آزاد کے قلم سے قیمت ۲/

سوانحعمری حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ۱۰/

سوانحعمری حضرت بو علی شاہ قلندر قیمت ۱۰/

نیک بیبیوں کی کہانیاں حصہ اول اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے بعد حضرت حوا سے لیکر حضرت زینب بنت جحش کے حالات درج ہیں قیمت ۴/ حصہ دوم قیمت ۴/

مثنوی غنچۂ گوہر یعنی موتیوں کا ہار مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ کی حکایتوں کا سلیس اردو نظم میں ترجمہ جناب خان بہادر پیرزادہ محمد حسین صاحب ایم اے سی آئی ای سابق سشن جج کے قلم حقیقت رقم سے جو عورتوں اور بوڑھوں اور بچوں کے لیے یکساں مفید ہے۔ پیرایہ ایسا دلکش کہ پڑھنے سے جی نہ اکتائے لکھائی چھپائی دیدہ زیب کاغذ چکنا ضخامت ۱۶۰ صفحے قیمت ۸/

رباعیات سرمد شہید معہ ترجمہ اردو جواہر منظوم باضافہ رقعات حضرت سرمد حضرت سرمد شہید کا اورنگ زیب عالمگیر کے حکم سے قتل ہونیکا واقعہ کسی نے نہ سنا ہوگا لیکن حضرت مولانا ابو الکلام آزاد نے جیسا موثر نقشہ اس کا کھینچا ہے وہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے پوری سوانح سرمد مولانا آزاد کے قلم سے ہے اور اسکے ساتھ سرمد کی تمام رباعیاں بھی معہ ترجمہ منظوم موجود ہیں رباعیات سرمد اسلامی تصوف اور عارفانہ چٹکلوں کا ایسا نادر ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہیں کہ دنیا کی کوئی زبان ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ قیمت ۱۲/

جملہ فرمائشیں بنام شیخ نذیر حسین و حافظ شریف حسین مالکان رحمانی پریس محلہ کڑہ حبش دہلی آنی چاہئیں۔